پیشوا

اردو زبان میں لندن سے شائع ہونے والا منفرد سہ ماہی رسالہ

جلد 4۔ شمارہ 3۔ جولائی تا ستمبر 2017ء۔ زیرِ ادارت رانا محمد حسن خان

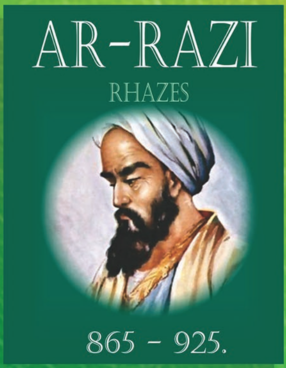

2 London Road, SM4 5BQ Morden-Surrey - Tel: 020 3674 7909, Mobile: 077 9299 8973

peshwaltd@gmail.com , www.peshwa.co.uk

RH DREAM EVENTS LIMITED

TEL: 020 3674 7909 MOB: 077 9299 8973

- Venue Hire
- Decoration
- Catering
- Cutlery & Crockery
- Service Staff

BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER

Package Price

- Event Management
- Cinematic Videography
- Photography
- DJ-Dhoolchi
- Chauffeur Service

2 London Road, SM4 5BQ Morden - Surrey
Tel. 020 3674 7909 - Mob. 077 9299 8973 (Mon-Fri 10:00 - 17:00)
Email: info@rhacs.co.uk - Web: www.rhdreamweddings.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چیف ایڈیٹر رانا محمد حسن خاں

نائب ایڈیٹر محمد ثاقب رشید مارکیٹنگ مینیجر رانا عبدالصمد خاں سرورق محمد سلیم انصاری

خصوصی تعاون آر۔ایچ ایکسیڈنٹ کلیم سروسز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

اس شمارہ میں

آیت قرآن الحکیم۔حدیث النبیؐ۔ مشعل راہ (اللہ کہاں ہے؟)	2	ہمارے حبیب آقا ﷺ کا غیر مسلموں سے سلوک	31
اداریہ ’’انصاف سے ناانصافی تک‘‘	3	اسلام، پاکستان اور آئین کے خلاف سازش	34
انوکھا جلسہ	7	ہومیو پیتھک نسخہ جات (آپریشن کے بعد)	36
میانمار کے مظلوم مسلمان	11	دودھ ایک مکمل غذا	38
قومی ہیرو جنرل اختر حسین ملک	18	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے شاگردوں کو خطاب	39
مظلوم یمنی وروہنگیا مسلمان	20	نواز شریف نے عالمی ریکارڈ بنا دیا	40
یاد کا روزن کھلا ہے	22	آوارگانِ دشتِ خار (قسط 11)	41
یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا	24	کیا آپ جانتے ہیں؟	44
اسلام میں قتل مرتد جائز نہیں	25	شیخ امام بخش ناسخ	46
مسلمان ریاستوں میں اقلیتوں کی حالت زار (قسط 2)	26	شعر و شاعری: چوہدری محمد علی مضطرؔ۔احمد فرازؔ۔امتہ الباری ناصر صاحبہ۔جمشیدؔ چشتی۔جون ایلیاء۔	48 / 50
بدبودار داڑھیں	28	باتبصرہ خبریں: نااہل و کمینے۔غیر متزلزل ایمان۔مسلمان یا کافر نہیں ہوتا۔مستقبل پر تشویش۔جسٹس شوکت صدیقی	51
علم طب کا امام ابوبکر محمد ابن زکریا رازی	29		

PESHWA MAGAZINE INTERNATIONAL

2.London road Morden Surrey SM4 5BQ. UK

Tel.020.36747909. E-mail. peshwaltd@gmail.com

قیمت فی شمارہ 1 پاؤنڈ ... سالانہ ممبر شپ فیس برطانیہ 14 پاؤنڈ یورپ 18 یورو آسٹریلیا وامریکہ 25 پاؤنڈز

www.peshwa.co.uk

القرآن الحکیم۔سورۃ النساء آیت ۹۵

اے ایمان دارو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو چھان بین کرلیا کرو اور جو تمہیں سلام کہے اسے (یہ) نہ کہا کرو کہ تُو مومن نہیں۔تم ورلی زندگی کا سامان چاہتے ہو سو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں پہلے تم (بھی) ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا۔پس تم پر لازم ہے (کہ) تم چھان بین کرلیا کرو۔جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ یقیناً آگاہ ہے۔

حدیث النبی ﷺ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :۔

”تم اللہ سے غمنا کی کے گڑھے میں جانے سے پناہ طلب کرو۔انہوں نے استفسار کیا۔اے اللہ کے رسول! غمنا کی کا گڑھا کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جس کے عذاب سے جہنم روزانہ چار سو بار پناہ مانگتی ہے، استفسار کیا گیا، اے اللہ کے رسول! اِس میں کون داخل ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ علماء داخل ہوں گے جو اپنے اعمال میں ریا کاری کرتے ہیں۔ابن ماجہ میں یہ الفاظ مزید ہیں۔اللہ کے ہاں سب سے مبغوض قاری وہ ہوں گے جو امراء (کی ملاقات) کے لیے ان کے گھروں کا طواف کریں گے۔“　(مشکوٰۃ جلد اصفحہ ۱۵۲ حدیث نمبر ۲۷۵)

مشعل راہ۔”این اللہ؟“ (اللہ کہاں ہے؟)“

شیخ اکبر حضرت ابن عربیؒ فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں:۔

سرور کائنات ﷺ نے ایک باندی سے پوچھا ”این اللہ؟“ (اللہ کہاں ہے؟) اُس نے جواب میں آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ”یہ مومنہ ہے“۔

ابن عربیؒ فرماتے ہیں: ”اے کاش وہ عقلیات کے پیچھے لگنے سے پہلے اِس کے بعد کی اپنی حالت پر غور کرے اور دیکھے کہ مسلمان ہے یا نہیں، کیا وہ نماز روزے کا پابند ہے یا نہیں اور کیا اُس کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ نہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور کیا اس کے نزدیک اللہ موجود ہے یا نہیں؟ اگر وہ ان تمام باتوں پر اعتقاد رکھتا ہے تو انہی باتوں پر تو عام لوگ قائم ہیں، تو پھر جس حالت میں وہ ہیں انہیں اُس پر رہنے دیا جائے اور کسی پر کُفر کا فتویٰ نہ لگایا جائے۔اور اگر وہ اِن باتوں کا قائل نہیں ہے بلکہ اس کے نزدیک انسان مسلمان اس وقت ہوتا ہے جب وہ عقلی علوم حاصل کرلے اور علم کلام کی تکمیل کرے تو ایسے مذہب سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں جو کوتاہ اندیش اور کم علمی کی وجہ سے انسان کو ایمان سے خارج کردے۔“

پھر فرماتے ہیں: ”مرنے کے بعد انسان سے علوم عقلیہ کی اصلاحات مثلاً جوہر، عرض، جسم، جسمانیت، رُوح اور رُوحانیت کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔اللہ تعالیٰ اِنہیں باتوں کے بارے میں پوچھے گا کہ جو اُس نے اپنے بندوں پر مقرر کی ہیں۔“

(فتوحات مکیہ اردو ترجمہ و تقدیم محمد فاروق القادری باھتمام دار العلوم والمعرفۃ خانقاہ قادریہ شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خان رحیم یار خان شائع کنندہ گنج شکر ویلفیر ٹرسٹ خان پور صفحہ ۱۱۲، ۱۷۴، ۱۸۳، ۴۲۲)

اداریہ

(انصاف سے ناانصافی تک)

اس عہد میں سب کچھ ہے پر انصاف نہیں ہے　|　عالم ہے مکدر ، کوئی دِل صاف نہیں ہے

جب ہم دنیا میں انصاف جیسے دلکش اور انسانوں کی زندگیوں کو راحت وسکون دینے والے حسین پھول کی کھوج میں نکلے تو ہم پر یہ راز کھلا کہ یہ پھول دھرتی پر کبھی کبھی بہت کم کھلتا ہے۔ جہاں اس کی خوشبو پھیلتی ہے وہاں ہر سو تازگی اور پاکیزگی کا راج ہوتا ہے۔ جب یہ پھول مرجھا کر اپنی تازگی کھو دیتا ہے وہاں دیکھتے دیکھتے نفرت اور وحشت کے کانٹے جوان ہونے لگتے ہیں۔ ان کانٹوں کی چبھن شروع میں تھوڑی ہوتی ہے بعد میں ان کانٹوں کی خوراک ہی انسانی بدن اور خون بن جاتے ہیں۔ جس عہد میں ہم سانس لے رہے ہیں اس عہد میں جس تیزی سے سائنس اور ٹیکنالوجی نے ترقی کا سفر طے کیا ہے اسی تیزی سے انصاف نے ناانصافی تک کا سفر طے کیا ہے۔ بظاہر اگر دیکھا جائے تو چند مغربی ممالک نے اپنی عوام کو کسی حد تک انصاف مہیا کیا ہے، اور ان کی بنیادی ضرورتوں کو احسن رنگ میں پورا بھی کیا ہے۔ اور یہ تبھی ممکن ہوا جب فوری انصاف کو اہمیت دی گئی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ سائنس اور ٹیکنالوجی جیسی عظیم الشان صنعت کے بل بوتے پر خوشحالی دھرتی کے ہر فرد کو میسر آتی مگر ایسا نہ ہو سکا ہر نئی ایجاد امیروں کی دولت میں اضافہ کا باعث بنتی ہے اور غریبوں پر بوجھ ڈالتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ذہین لوگ یقیناً انتہائی تحسین کے قابل ہوتے ہیں اور وہ لوگ جو ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ انسان دوست بھی ہوں وہ تاریخ انسانی میں ہمیشہ ادب واحترام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ قابل احترام ذہین سائنسدانوں نے جہاں اپنی زندگیاں انسانوں کو آسانیاں اور آرام پہنچانے کے لیے وقف کر رکھی ہیں وہیں سیاستدانوں نے سائنس کو کاروبار اور انسانی زندگیوں سے کھیلنے کا اوزار بنا لیا ہے۔ عہد حاضر میں جہاں امیر ممالک کی ہوس میں اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے وہاں غریب ممالک میں شدید نفرت اور بغاوت کے جراثیموں میں بھی بے تحاشا اضافہ ہو رہا ہے۔

تُو یہ ستم کرے گا ہم درگذر کریں گے　　اپنے بھی جی ہے آخر انصاف کر کہ کب تک

دولت کی ہوس اور طاقت کا نشہ صرف طاقت ور اور دولت مند ممالک تک ہی محدود نہیں ہے۔ یہ صورت حال غریب ممالک میں بھی کم نہیں ہے بلکہ بہت زیادہ ہے۔ اور ان غریب ممالک میں غربت کی وجہ ہی یہ دولت مند اور طاقتور اشرافیہ ہے۔ ہمیشہ سے ہی طاقت اور دولت رکھنے والوں کا یہ مزاج رہا ہے کہ عوام کو جاہل رکھ کر انہیں اپنا غلام بنا کر ان کی خون پسینے کی کمائی کو ہڑپ کر لیا جائے۔ لیکن یہ بات بھی یاد رہے کہ تاریخ کے سینے پر ایسے طاقتوروں کے نام بھی لکھے ہیں جنھوں نے اقتدار میں آتے ہی اپنی ساری قوت اپنے عوام کو خوشیاں دینے میں قربان کر دی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ عہد حاضر میں مغربی امیر ممالک کے حکمران اپنے شہریوں کے حقوق کے محافظ ہیں اور عدالتیں شہریوں کی حق تلفی نہیں ہونے دیتیں۔ اور یہ عدالتیں کسی بھی طاقتور کو شہریوں کے حقوق پامال کرنے کی اجازت نہیں دیتیں۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ ان مغربی ممالک میں رہنے والے کروڑوں غریب ممالک سے آئے ہوئے لوگوں کو بھی مساوی حقوق ملتے ہیں، کسی کے مذہب یا ملت کو مدنظر رکھے بغیر عدالتیں اور حکومتیں ان کے شہری حقوق کو یقینی بناتی ہیں۔ مغربی امیر ممالک نے بھی درحقیقت ناانصافی اور ظلم کا کھیل کھیلنے کے لیے اپنی عوام کی آنکھوں پر خوشحالی کی کالی پٹی باندھ کر انہیں اندھا کر دیا ہے، انہیں نہیں بتایا جاتا کہ ان کی خوشحالی کے لیے غریب ممالک کے وسائل کو زبردستی لوٹا جا رہا ہے، جاہل اور مذہبی بنیاد پرستوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے انہیں آپس میں لڑانے کے لیے ایندھن ہم فراہم کرتے ہیں، دنیا میں

سب سے زیادہ ہتھیار بنا کر ہم بیچتے ہیں اور ان ہتھیاروں کو اچھے برے لوگ مہنگے داموں خرید کر سالانہ لاکھوں انسانوں کو قتل کرتے ہیں، وہ ادویات جو آپ کو مفت فراہم کی جاتی ہیں ان کو دنیا میں مہنگے داموں فروخت کیا جاتا ہے اور انہیں کسی بھی صورت میں ان دواؤں کے بنانے کا طریقہ نہیں بتایا جاتا، جنگ زدہ، غریب اور جاہل اقوام کے قیمتی وسائل لوٹ کر انہیں خیرات دے کر ان سے ہمدردی اور انسانیت کا میڈل بٹورا جاتا ہے، وسائل لوٹنے کے ساتھ ساتھ ان وسائل کے مالک ممالک کو بھی کھنڈر بنا دیا جاتا ہے اور پھر تعمیر نو کے نام پر ہماری کمپنیاں بھاری معاوضہ لے کر انہیں مزید کنگال کرتی ہیں۔ اور بھی بہت کچھ ہے مگر سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ نیکی اور بدی کے اس کھیل میں امیر غریب کو بدی کا مجسمہ قرار دیتے ہیں اور غریب نحیف ونزار قومیں امیر طاقتوں کو نا صرف بدی قرار دیتی ہیں بلکہ اپنی تمام کمزوریوں کی وجہ بھی انہی کو گردانتی ہیں۔

مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے　　منصف ہو تو اب حشر اُٹھا کیوں نہیں دیتے

اسلامی کہلانے والے ممالک میں مسلمان جن کا مذہب کہتا ہے کہ ''تم ناانصافی سے بچو۔'' جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ انصاف کے ساتھ مضبوطی سے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جائے۔ کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اور یہاں تک قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے جھوٹوں اور مال حرام کھانے والے بھی اگر تیرے پاس آئیں ''اگر تو فیصلہ کرے تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرو۔''

معزز قارئین! انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ اسلامی کہلانے والے ممالک میں انصاف کا حسین پھول، ناانصافی جیسے خونی کانٹے میں تبدیل ہو چکا ہے اور اس منحوس کانٹے کی چبھن نے مسلمانوں کے بدن پر پڑی اسلامی تعلیمات کی سنہری چادر کو تار تار کر دیا ہے۔ ناانصافی کے منحوس چراغ چھوٹے بڑے دنیا کے ہر ملک میں جل رہے ہیں اور اسلامی کہلانے والے سعودی عرب کے پاس سب سے بڑا چراغ بلکہ کہنا چاہیے کہ ناانصافی کے الاؤ روشن ہیں جن کی شدت اس قدر ہے کہ اس میں عراق، شام اور لیبیا جل کر راکھ ہو چکے ہیں اور یمن بھی جل رہا ہے۔ دوسرے بہت سے ممالک بھی سعودی نفرت اور ناانصافی کے شعلوں کی زد میں ہیں، پاکستان تک اس آگ سے محفوظ نہیں۔

اور جہاں تک پاکستان میں انصاف کی صورت حال کا تعلق ہے، انتہائی خوفناک صورت حال ہے۔ چند دن پہلے سپریم کورٹ میں ایک ایسے زمین کے مقدمے کی شنوائی ہونی تھی جو ۱۹۱۸ء میں درج ہوا تھا۔ متنازعہ زمین کے اصل مدعیان کی تیسری نسل عدالت میں جب پیش ہوئی تو جج نے یہ کہہ کر ایک وکیل نہیں آیا، سماعت غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دی۔ اس دن اس کیس کی ۱۰۰ ویں سالگرہ تھی۔ اور فلک نے یہ نظارا دیکھا کہ دونوں فریق سپریم کورٹ کے لان میں اپنے کیس کے ۱۰۰ سال مکمل ہونے پر کیک کاٹ رہے ہیں۔ پاکستان کی عدالتوں کے انصاف کا معیار انتہائی گرا ہوا اور قابل مذمت ہے۔ جہاں کسی زمانے میں پاکستان نامی تالاب میں جسٹس کیانی، کارنیلسن اور کچھ دوسرے ججوں نے انصاف جیسے حسین کنول کی حفاظت کی تھی، اب صرف تالاب باقی ہے مگر انصاف کے کنول ناپید ہو چکے ہیں۔ لوگ عدالتوں میں بھٹک بھٹک کر مر رہے ہیں، جھوٹے مقدمات بنائے جاتے ہیں، جھوٹے گواہ عدالتوں کے گرد منڈلاتے ہیں، معصوم، بے گناہ لوگ ناکردہ گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں، جج بک رہے ہیں، وکیل بک رہے ہیں، گواہ بک رہے ہیں، یوں لگتا ہے کہ انصاف کے متلاشی عدالتوں میں نہیں بلکہ طوائفوں کے کوٹھے پر دلالوں سے بھاؤ تاؤ کر رہے ہیں۔ حکومت نائیکہ بنی بیٹھی ہے اور عدالتی طوائفیں اور دلال، عوام کی زندگی اجیرن کر رہے ہیں۔

بڑی بولی جو لگائے اُس کا ہے　　طوائف ہوا جسے قانون کہتے ہیں

دو مولوی، دو فتوے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''**لعن اللہ المحلل و المحلل لہ۔**''' مولانا عبدالحق یہ لکھنے کے بعد کہ حلالہ کرنے والا اور حلالہ کرانے والی پر لعنت ہے، کمال ڈھٹائی اور بے شرمی سے لکھتے ہیں کہ ''تاہم، کسی دوسری جگہ نکاح کرنے سے عورت خاوند کے لیے حلال ہو جاتی ہے اس لیے اندریں حالات اگر کوئی راہ تلاش کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ایسی حالت میں حلالہ کے بعد میاں بیوی دوبارہ نکاح کر کے نئی زندگی اختیار کر سکتے ہیں، تاہم اس میں صرف نکاح کافی نہیں جب تک دوسرا خاوند بیوی سے ہم بستری نہ کرے۔ (فتاویٰ حقانیہ باب الحلالہ صفحہ ۱۵۵ جلد ۴)

مولانا عبدالمعبود کہتے ہیں کہ ''قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ اگر شوہر بیوی کو تیسری طلاق دے دے تو وہ اس کے لیے حلال نہیں رہتی یہاں تک کہ وہ عورت (عدت کے بعد) دوسرے شوہر سے نکاح (صحیح) کرے۔ (اور نکاح کے بعد دوسرا شوہر اس سے صحبت کرے پھر مر جائے یا از خود طلاق دے دے اور اس کی عدت گزر جائے، تب یہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہو گی اور وہ اس سے دوبارہ نکاح کر سکے گا۔ یہ ہے حلالہ شرعی)۔'' تین طلاق کے بعد عورت کا کسی سے اس شرط پر نکاح کرنا کہ وہ صحبت کے بعد طلاق دے دے گا، یہ شرط باطل ہے۔ اور حدیث میں ایسا حلالہ کرنے والے اور کرنے والی پر لعنت فرمائی گئی ہے۔۔ تاہم ملعون ہونے کے باوجود اگر دوسرا شوہر صحبت کے بعد طلاق دے دے تو عدت کے بعد عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے گی۔ (یعنی لعنتی بیوی، لعنتی سے حلالہ کرانے کے بعد پہلے خاوند کے لیے پاک ہو جاتی ہے)

(خواتین کا فقہی انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۷۰۸ از مولانا عبدالمعبود۔ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

توجہ فرمائیں

پیشوا ادارہ کا کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق نہیں ہے۔ پیشوا ادارہ تمام سیاسی و مذہبی شخصیات کا تہہ دل سے احترام کرتا ہے مگر ان کے غلط نظریات اور افکار کو بیان کرنے کی قارئین کو اس غرض سے اجازت دیتا ہے تاکہ متذکرہ شخصیات اپنی اصلاح کر سکیں۔ اگر کوئی شخص سمجھے کہ اسے غلط طور پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے تو وہ بھی حق رکھتا ہے کہ وہ بھی ناقدین کی اصلاح کے لئے اپنا موقف پیش کرے اور ادارہ ایسے مضامین کو شائع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ ادارہ پیشوا بلا تفریق مذہب و ملّت خدمت کا دعوے دار ہے۔ سبھی رسالہ میں اپنے افکار اور خیالات کا اظہار کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ادارہ پیشوا اُن تمام قلمکاروں کو دعوت دیتا ہے جو سمجھتے ہیں کہ وہ لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ادارہ اپنے قارئین کی آراء اور مشوروں کا منتظر ہے۔ آپ کے کی تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا اور قارئین کی آراء پر غور بھی کیا جائے گا۔ انشاءاللہ۔ (ایڈیٹر پیشوا انٹرنیشنل)

’’سپیڈ بریکر کا نام ’’مُلا‘‘ ہے‘‘

جناب عرفان احمد خان، پاکستانی مُلا کے متعلق لکھتے ہیں:۔

’’پاکستان کی شاہراہِ ترقی پر جا بجا نظر آنے والے سپیڈ بریکر کا نام ’’مُلا‘‘ ہے۔ مسجد سے نشر ہونے والے خطبے میں تو مُلا یہ بات پُر جوش اور گرجدار آواز میں کہتا ہے: ’’قیامت والے دن ہم اپنی ماؤں کے نام سے پکارے جائیں گے‘‘ لیکن عملی طور پر وہ دنیا میں اپنے باپ کے نام سے پہچان ہی مناسب خیال کرتا ہے۔ وہ شناختی کارڈ میں اپنی ’’ماں‘‘ کے نام کا خانہ بنوانے کیلئے کوئی تحریک نہیں چلاتا۔ اسکی ہر تحریک ہمیشہ کی طرح احمقانہ اور وقتی مطالبات پر مشتمل ہوتی ہے۔ یعنی NON-ISSUE کو ISSUE بنا کر پیش کرنے والی۔ وہ 1400 سال آگے دیکھنے کی بجائے 1400 سال پیچھے دیکھنا پسند کرتا ہے۔ یوں تو جہالت ہر دور میں سستی رہی ہے لیکن باریش طالبانی بستیوں میں تو جہالت کی فیئر پرائس شاپس کھل چکی ہیں۔ جب بھی صوبائی حکومتیں ناجائز تجاوزات یا ناجائز تعمیرات کے حوالے سے کوئی مہم چلاتی ہیں تو مجھے بہت ہنسی آتی ہے۔ ناجائز قبضے اور تجاوزات کی سب سے بڑی مثال تو پورے پاکستان کی مساجد ہیں۔ میری اس بات سے اختلاف کرتے ہوئے ایک مُلا نے کہا: ’’کیا لاہور کی بادشاہی مسجد بھی ناجائز قبضہ ہے؟‘‘ میں نے اسے جواباً کہا اس زمانے میں تو زمین کے حق ملکیت اور دستاویز کی ثبوت یا ریکارڈ کا نظام ہی موجود نہیں تھا۔ صرف اسی مسجد کی تعمیر جائز قرار دی جاسکتی ہے جو کسی ریکارڈ میں درج زمین یا جائیداد کے اندرون میں تعمیر کی گئی ہو۔ مثال کے طور پر قومی یا صوبائی اسمبلی کی حدود کے اندر تعمیر ہونے والی مساجد۔ آج کے دور میں ضروری ہو چکا ہے کہ مسجد شماری کی جائے اور ہر مسجد کا سرکاری جائیداد نمبر اسکے مرکزی دروازے اور منبر کے پاس نمایاں طور پر آویزاں کیا جائے۔ آخر ہم کب تک ناجائز قبضے کے احساس جرم کے تحت باجماعت نمازیں ادا کرتے رہیں گے؟‘‘

’’ہائے ہائے صدقے جاواں‘‘ (شیطان)

نامور ادیب جناب اشفاق احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

(شیطان کے متعلق) تائی کہنے لگی ’’ہائے ہائے! صدقے جاواں اُو بڑا ہی محنتی ہے، جس کم دا تہیہ کرے، اس کو چھوڑتا ہی نہیں، پورا کر کے دم لیتا ہے۔ کیا کہنے اس کے، وہ ہماری طرح سے نہیں ہے کہ کسی کام میں آدھا دن اِدھر اور آدھا دن اُدھر، اس نے جس کام کی ٹھان لی، پورا کر کے ہی چھوڑتا ہے۔‘‘ (زاویہ جلد دوم از اشفاق احمد صفحہ ۶۴)

اسلام کی سربلندی کے لئے ایک انوکھا جلسہ

تحریر و تحقیق: چوہدری ناز احمد ناصر ۔لندن

چوہدری صاحب کا تعلق احمدیہ مسلم جماعت سے ہے۔ان کا درج ذیل مضمون افسانہ نہیں ہے بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جو کروڑوں مسلمانوں کو حیرت زدہ کرنے والی ہے۔برطانیہ میں منعقد ہونے والا یہ جلسہ سالانہ احمدیوں کے کردار، گفتار، اخلاق، عبادات، بھائی چارے جیسے بلند پایاں اوصاف دیکھنے اور جانچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ان کا مذہب اسلام، رسول اللہ ﷺ اور خلافت سے عشق صرف باتوں تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کی ذات عملی طور پر نہایت متحرک ہے۔ہر احمدی اپنے خلیفہ وقت کے ساتھ اس طرح جڑا ہوا ہے جیسے نگینہ انگوٹھی میں پیوست ہوتا ہے۔اور اس جماعت کی خوبصورتی اور ترقی کا راز صرف اور صرف خلیفہ وقت کی اطاعت ہے۔اس عاجز نے بیان کردہ خیالات کا اظہار گہرے مشاہدہ کے بعد کیا ہے۔
قارئین اس مضمون کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔چوہدری ناز احمد ناصر صاحب کا مضمون بغیر کسی قطع برید کے قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔　ایڈیٹر پیشوا انٹرنیشنل

شمالی یورپ میں انگلستان کو گذشتہ کئی صدیوں سے ایک خاص حیثیت حاصل ہے گذشتہ چند صدیوں میں یہاں سے ہی بعض عالمگیر فتوحات کا آغاز ہوا، جس نے دیکھتے دیکھتے دنیا کے بیشتر حصوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔اسی طرح مذہبی طور پر روم کے چرچ کے ساتھ علم بغاوت بلند کر کے ''چرچ آف انگلینڈ'' کی بنیاد بھی رکھی۔پھر دنیا کے مختلف علاقوں کے سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کو بھی یہاں آ کر ہی اپنے مقاصد کی تکمیل کرنا پڑتی ہے۔

اس مضمون میں آپ کے سامنے ایک ایسے جلسہ کے بارہ میں ایک عمومی رپورٹ پیش کرنا مقصود ہے، جس کا انداز ہر لحاظ سے انوکھا ہے۔اس جلسہ سالانہ کو شہر کی ہنگامہ خیز زندگی سے دور ایک 208 ایکٹر پر مشتمل فارم ہاؤس پر عارضی انتظامات کے تحت منعقد کیا جاتا ہے، ان انتظامات میں MTA انٹرنیشنل کے متعدد عارضی سٹوڈیوز، کتابوں اور عارضی دفاتر، قرآن کریم کے نادر نمونے، اسلامک خطاطی کے نمونے، قرآن کریم کو ہاتھ سے لکھنے کی سہولت، عورتوں اور مردوں کی جلسہ گاہوں کے علاوہ پرائیویٹ رہائشی خیموں، اجتماعی رہائشوں، بازار، چائے کے سٹال، کھانے کی وسیع و عریض متعدد مارکیز، جن میں مختلف عمروں اور مزاج کے لوگوں کے لئے انتظامات کئے جاتے ہیں، غرض ایک عارضی شہر آباد کر کے اس جلسہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد: اس جلسہ سالانہ کی بنیاد بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام نے اذن الٰہی سے 1891ء میں رکھی تھی۔آپؑ نے ہی ایک اشتہار میں افراد جماعت کو اس جلسہ سالانہ کے انعقاد اور اس کی اغراض و مقاصد سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

الف: ''تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو۔اور یقین کامل پیدا ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیے اور دعا کرنا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی''۔

ب: ''حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے''۔

ج: ''ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی''۔د:''میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے''۔

(اشتہار 30 دسمبر 1891ء، آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن، جلد 4، صفحات 351-353)

بانی جماعت احمدیہ کی نگرانی میں مرکز احمدیت میں 1891ء میں پہلے جلسہ سالانہ کا مرکز احمدیت قادیان دارالامان انعقاد عمل آیا جس میں صرف 75 افراد شامل ہوئے، بعد میں اس تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا۔اور اب یہ جلسے باقاعدگی کے ساتھ خلافت کی نگرانی میں محض دینی اغراض کی خاطر دنیا کے مختلف ممالک میں بڑی شان کے ساتھ منعقد ہو رہے ہیں، جو اپنے حالات اور موسم کے مطابق خلیفہ وقت کی منظوری سے مختلف تاریخوں میں منعقد کئے جاتے ہیں۔آج کا موضوع جلسہ سالانہ یوکے کے کچھ حالات آپ کے سامنے رکھنا مقصود ہے۔

جلسہ سالانہ یوکے کا انعقاد: یوکے میں یہ جلسہ ہر سال جولائی کے آخری week-end جمعہ ہفتہ اور اتوار کو منعقد کیا جاتا ہے۔رمضان المبارک کی جولائی واگست میں آمد کے باعث اس کی تاریخوں میں عارضی طور تبدیلی کی گئی۔اس سال **51واں جلسہ 28 تا 30 جولائی 2017ء** کو منعقد ہوا۔

جلسہ سالانہ کے لئے ایک عارضی شہر کا بسانا: خلافت احمدیہ کے انگلستان میں قیام کی بدولت جلسہ سالانہ یوکے کو ایک مرکزی جلسہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عالمی جلسہ ہونے کی بھی سعادت حاصل ہے۔گذشتہ بارہ سالوں کی طرح امسال بھی اس بابرکت جلسہ کا انعقاد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت اور منظوری سے 208 ایکڑ رقبہ پر محیط انگلستان کی کونٹی Hampshire کے قصبہ آلٹن کے علاقہ میں واقع Oakland Farm پر ہوا، جس کا نام حضور انور نے ''**حدیقۃ المہدی**'' رکھا تھا اور 2006ء سے اس جگہ پر جلسہ سالانہ کا انعقاد ہو رہا ہے۔

اس وسیع رقبہ پر اتنے بڑے جلسہ کے انتظامات کرنا اور چالیس ہزار کے قریب افراد کے لئے ایک عارضی شہر کو بسانے کے مترادف ہے۔اس عارضی شہر کو آباد اور جلسہ سالانہ کے بعد wind up کرنے اور فارم کو اس کی اصلی شکل میں لانے کے لئے زیادہ سے زیادہ 28 دن انتظامیہ کی طرف سے ملتے ہیں۔جلسہ سے قبل تقریباً 20-15 اور بقیہ دن جلسہ کے ختم ہونے اور فارم کو اس کی اصلی شکل دینے میں صرف ہوتے ہیں۔

احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا دنیا کے ایک نئے ملک میں نفوذ: امسال ایک نیا ملک Honduras ملک میں نفوذ ہوا اور اس طرح اب تک 210 ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہو گیا ہے۔

دنیا میں نئی جماعتیں اور مساجد کا قیام: دوران سال 885 نئی جماعتیں قائم ہوئیں اور 417 مساجد کا اضافہ ہوا۔

قرآن کریم کے نئے تراجم کی اشاعت: امسال ایک نئی زبان ''ڈوگری'' میں قرآن کے ترجمہ کی اشاعت ہوئی، اس طرح اب تک 73 زبانوں میں جماعت احمدیہ مسلمہ نے قرآن کریم کے تراجم مکمل کرنے کی توفیق پائی۔

انٹرنیشنل تبلیغی و تربیتی سیمینار: جماعت احمدیہ برطانیہ گذشتہ کئی سالوں سے جلسہ کے پروگراموں سے ہٹ کر ایک دن قبل انٹرنیشنل تبلیغی و تربیتی سیمینار منعقد کرتا ہے، جس میں تمام دنیا بھر سے آئے ہوئے مہمان تبلیغ و تربیت سے متعلق اپنے تجربات کا ذکر کرتے ہیں، امسال 156 مندوبین نے اس سیمینار میں شرکت کی، جن میں 31 ممالک کے امراء اور 20 ممالک کے مشنری انچارج نے شرکت کی۔

جلسہ سالانہ کی پریس میں تشہیر: جلسہ سالانہ کی بین الاقوامی اور مرکزی حیثیت کی وجہ سے جلسہ کے انعقاد سے قبل ہی اس کی تشہیر ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور on-line ذرائع سے شروع ہو جاتی ہے، دنیا بھر سے 50 سے زائد نیشنل و پرائیویٹ ٹی وی چینلز، متعدد ریڈیو سٹیشنز، اخبارات و رسائل نے جلسہ سالانہ کی رپورٹس اور مضامین شائع کئے۔

جرمنی سے سائیکلوں پر جلسہ میں شمولیت: اس سال جرمنی سے تقریباً ایک درجن کے قریب خدام اور انصار سائیکلوں پر سفر کر کے اس جلسہ کی برکات سے فائدہ اٹھایا۔

جلسہ میں متفرق معلومات پر مشتمل سٹال: 1۔قرآن کریم کے نایاب متعدد نسخے 2۔ قرآن کریم کی خطاطی کے مختلف نادر نمونے 3۔قرآن کریم ہاتھ سے لکھنے کے مواقع 4۔کفن مسیح علیہ السلام (Turon Shroud) کے بارہ میں متفرق نادر معلومات، نادر فوٹوز اور ماہرین کے لیکچرز 5۔جلسہ گاہ میں 100 سے زیادہ ممالک کے جھنڈے، جن کے مندومین جلسہ میں موجود تھے، جلسہ گاہ کی مرکزی جگہ پر لہرائے گئے۔

جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد: اس جلسہ میں اس سال 114 ممالک سے 37,393 عشاقان خلافت (احمدی، غیر احمدی و مہمان) نے شرکت کی۔مہمانوں میں یوکے اور دوسرے ممالک سے شامل

ہونے والے منسٹرز، کونسلرز، ڈاکٹرز، سیاسی اور مذہبی شخصیات اس جلسہ کی زینت بنتے ہیں۔ جلسہ کے تینوں دنوں میں دن کے دوسرے حصہ کے پروگرام سے پہلے ان مہمانوں کے مختصر خطابات کروائے جاتے رہے، جن میں ان مہمانوں نے اپنے ممالک میں جماعتی خدمات کا برملا اظہار کیا۔ برطانیہ کی وزیر اعظم کا پیغام اور وزارت خارجہ کے دفتر کے احمدی منسٹر نے بھی خطاب کیا۔

جماعت میں نئے شامل ہونے والوں کی تعداد اور عالمی بیعت کا روح پرور نظارہ: امسال 124 ممالک سے 257 اقوام سے تعلق رکھنے والے 690,556 افراد نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔

جلسہ سالانہ میں ایک اہم فنکشن ان نو مبائعین کی شمولیت پر نئے اور پرانے احمدیوں کی عالمی بیعت کا انعقاد ہے۔ اس بیعت میں تمام دنیا کے احمدی مسلمان شامل ہوتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے تیسرے دن بروز اتوار پہلے سیشن کے اختتام اور نماز ظہر وعصر سے قبل 30 جولائی کو یہ تقریب منعقد ہوئی۔ دنیا کے پانچ براعظموں سے پانچ خوش نصیب اشخاص نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ کے نیچے اپنے ہاتھ رکھ کر اور پانچ براعظموں کی نمائندگی میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے امراء، مشنری انچارج، مربیان سلسلہ، مرکزی عہدیداران اور متفرق احمدیوں نے سٹیج کے سامنے گرین ایریا میں لائنوں میں بیٹھ کر بیعت کے الفاظ دہرائے۔ جلسہ سالانہ میں آئے ہوئے احمدیوں، نیز تمام دنیا کے 210 ممالک کے نو مبائعین اور دیگر احمدیوں نے، جو جلسہ سالانہ میں شامل نہ ہو سکے تھے MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ اپنے اپنے ملکوں میں، ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حضور انور کے ساتھ بیعت کے الفاظ دہرا کر شامل ہوئے۔ آخر میں جلسہ سالانہ میں موجود اور تمام دنیا کے احمدیوں نے خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا۔

مختلف زبانوں میں جلسہ سالانہ کی کاروائی: MTA انٹرنیشنل کے 3 چینلز (MTA1,MTA(Al-Arabia)&MTA (Africa) کے ذریعہ اردو، انگریزی، فرانسیسی، جرمن، بنگلہ، ترکش اور افریقہ کی بعض لوکل زبانوں کے علاوہ دنیا کی کئی زبانوں میں رواں تراجم کے ساتھ جلسہ سالانہ کے اجلاسات اور دوسرے پروگراموں کی براہ راست تشہیر ہوئی۔

جلسہ سالانہ میں حضور انور اور علماء کرام کی تقاریر: جلسہ سالانہ کی تقاریر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ، افتتاحی، خواتین میں، دوسرے دن کی تقریر اور اختتامی تقریر کے علاوہ درج ذیل سات جید علمائے سلسلہ نے درج ذیل مضامین پر تقاریر کیں:

''آنحضرت ﷺ کی گھریلو زندگی'' اردو **''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی انقلابی تاثیرات''** **''ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج''** (اردو) **''خلافت کا بابرکت انعام اور ہمارا فرض''** اردو **''قرآن کریم کی رو سے حقیقی جہاد''** (انگریزی) **''نصرت الٰہی۔ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت''** (اردو) **''موجودہ دور کی برائیاں اور پاکیزہ زندگی کا حصول''** (انگریزی)۔

غیر از جماعت مہمانوں کے تاثرات: بینن سے سابق وزیر خارجہ اور مشیر صدر مملکت اور موجودہ سینیئر وزیر کے مشیر، **''مریم بونی جیالو صاحبہ''** نے فرمایا: **''میں مجھے اس جلسہ کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ کو گہرائی سے سمجھنے کا موقع ملا، میں جلسہ کے انتظامات سے بہت متاثر ہوں۔۔ میں نے انتظامی اور تنقیدی طور پر ہر طرح سے جائزہ لیا، لیکن اتنے بڑے جلسہ میں کوئی نقص نظر نہیں آیا، کیا چھوٹا اور کیا بڑا، بوڑھا، جوان، مرد، عورت الغرض ہر طبقے کے لوگ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے کوشاں تھے، میری خواہش ہے کہ یہ اقدار ہمارے میں بھی قائم ہوں۔۔ وہ اسلام جو احمدیت پیش کرتی ہے وہی دنیا کو امن دے سکتا ہے اور دنیا کے مسائل کا حل اسی میں ہے۔۔ امام جماعت احمدیہ کا عورتوں کو جو خطاب تھا اس نے سوچ پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ باقی مسلمان گروہوں کے نزدیک عورت کی حیثیت ایک غلام سے زیادہ نہیں ہے، لیکن امام جماعت احمدیہ نے عورتوں کو معلّمہ قرار دیا ہے اور اس کے فرائض میں آنے والی نسلوں کی تربیت اور تعلیم کو شامل کیا جو دنیا کا مستقبل ہے۔ دنیا اور دین کا مستقبل عورتوں کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ بہت بڑا مقام ہے اور اسی سے ایک صحتمند اور پر امن معاشرے کا قیام عمل میں آ سکتا ہے''**۔

گوئٹے مالا کی نیشنل پارلیمنٹ کی ممبر CallesIliena نے اپنے تاثرات کا اس طرح اظہار کیا: **''جلسہ میں شمولیت ایک بہت ہی عجیب اور حیران کن تجربہ تھا۔ میڈیا نے اسلام کے بارے میں بہت ہی غلط اور ہیبت ناک تصور پیدا کیا ہوا ہے کہ اسلام تشدد اور نفرت کی تعلیم دیتا ہے، لیکن ہمیں اس جلسہ میں اسلام کی حقیقی پر امن تعلیم کی تصویر دیکھنے کا موقع ملا اور جماعت احمدیہ کا ماٹو 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' یہی ایک راستہ ہے۔**

جس سے عالمی امن، باہمی محبت اور انصاف دنیا میں قائم ہو سکتا ہے۔۔کس طرح عورت کا مقام ہے اور کس طرح عورت کے، ماں کے نیچے جنت کا ذکر ہوا۔مردوں کی مارکی نسبت عورتوں کی جلسہ گاہ اور مارکی میں زیادہ آرام، سہولت اور آزادی محسوس کی۔ یہ اسلام کی خوبصورت اور حسین تعلیم کی بہترین مثال ہے کہ عورت کی عزت، اس کی حفاظت اور مکمل آزادی کی ضمانت دی جاتی ہے‘‘۔

کوسٹاریکا کی نیشنل یونیورسٹی کے پروفیسر مکرم Sergio Moya نے کہا:

’’میں نے اس جلسہ کے ذریعہ اسلام کی نئی تصویر دیکھی ہے مسلمانوں کی ایسی جماعت دیکھی جو باہمی محبت و الفت میں بے مثال ہے۔۔جماعت احمدیہ اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیمات کو عملی طور پر پیش کرتی ہے۔۔‘‘

ہیٹی کے صدر مملکت کے نمائندہ Joseph Pierre نے کہا کہ ’’کہ اگر کوئی سچا مذہب ہے تو وہ اسلام اور احمدیت ہے‘‘۔

یوکے کی Queen's Council کے سینئر بیرسٹر مکرم David Martin صاحب کہتے ہیں: ’’جو میں کہنے جا رہا ہوں وہ میرے الفاظ نہیں بلکہ میرے دل کی آواز ہے۔میں نے آج تک ایسی تقریب میں شرکت نہیں کی۔کیا ہی عمدہ لوگ اور خوبصورت جماعت ہے۔ میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جلسہ سالانہ جیسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔۔‘‘

الحاج محمد وسلیم ڈپٹی سپیکر نیشنل اسمبلی گنی کناکری نے کہا: ’’جلسہ کے انتظامات اور ڈسپلن کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔باوجود ڈھونڈھنے کے کسی بھی شعبہ میں کوئی کمی نظر نہیں آئی۔۔کوئی لڑائی جھگڑا نہیں تھا۔مجھے حج کرنے کا بھی موقع ملا ہے اور بہت سے اسلامی ممالک کے مذہبی پروگراموں میں شامل ہو چکا ہوں لیکن ایسے عمدہ اور قابل تعریف انتظامات میں نے کہیں نہیں دیکھے اور یہی اسلام کی حقیقی روح ہے جو ہمیں یہاں دیکھنے کو ملی ہے۔

یہ صرف چند تاثرات بہت ساروں میں یہاں پیش کئے گئے ہیں۔

یہ جلسہ اپنی تمام برکات کے ساتھ 28 تا 30 جولائی 2017ء تک منعقد رہنے کے بعد بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کی برکات کو تمام سال پر محیط کرے اور عشاق احمدیت کو ہر سال اس میں شامل ہونے کی توفیق دے۔آمین۔

دُکھی دُنیا کے دُکھی چہرے میں بَھر دیں رونق ایسی خُوشبُو کوئی اب پیار کی ایجاد کریں

ادارہ پیشوا (پرائیویٹ) ایک زیر رجسٹرڈ نمبر ۸۷۴۷۱۵۸ چیرٹی ہے جو معذور اور بے بس مریضوں کو وہیل چیئرز مہیا کرتی ہے۔اور غریب بچوں کو تعلیم جیسا بنیادی حق دلانے کی کوشش کرتی ہے۔سسکتی اور لڑکھڑاتی زندگیوں کی مدد کے لئے قدم بڑھانا نہایت ثواب کا کام ہے۔زمین پر گھسٹ گھسٹ کر ہر لمحہ مرنے والوں کی مدد کرنا تمام انسانوں کا فرض ہے۔اگر آپ غریبوں، بے بسوں، بے کسوں اور لاچاروں کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو درج ذیل اکاؤنٹ میں اپنے عطیات جمع کروائیں۔(نئی اور پرانی وہیل چیئرز بھی عطیہ کی جا سکتی ہیں)

PESHWA LTD.

Account # :(Barclays Bank): 90730343 Sort Code: 208420

برائے مہربانی اپنے چیک پیشوا لمیٹڈ کے نام سے ارسال فرمائیں۔

2.London Road,Morden,Surrey,SM4 5BQ. UK

E-mail. peshwaltd@gmail.com : Tel. 020.36747909: Mob. 07792998973

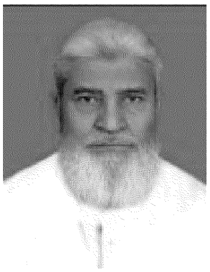

مشرقی اُفق

میر افسر امان
کنو یز کالمسٹ کونسل آف پاکستان

میانمار، روہنگیا کے مظلوم مسلمان

مسلمانوں کے ازلی دشمن شیطان کے چیلے مسلمانوں پر شروع دن سے ظلم کرتے رہے ہیں جو ایک لمبی داستان ہے۔ ۹/۱۱ کے بعد اس میں مزید تیزی آئی ہے۔ پہلے بھی میانمار (برما)، بوسنیا، فلسطین، کشمیر، بھارت، چیچنیا، عراق، افغانستان، شام، لیبیا، سوڈان، یمن یعنی دنیا میں ہر طرف مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔ جب سے صلیبیوں نے ترکی کی خلافت ختم کر کے مسلمان دنیا کو درجنوں راجوڑوں میں تقسیم کیا اس وقت سے مسلمان ملکوں میں امریکا کی پٹھو حکومتیں قائم ہیں۔ یہ ریت کے ڈھیر سے زیادہ وُقت نہیں رکھتیں۔ پاکستان کا ایٹمی ملک ہونا۔ عربوں کی بے انتہا دولت۔ ایران کا انقلابی ہونا۔ ترکی کا واپس اسلام کی طرف آنا۔ دنیا میں ڈیڑھ ارب آبادی۔ ۵۷/ بظاہر آزاد مسلمان مملکتیں، آبی، ہوائی اور زمینی راستوں پر کنٹرول، یہ سب کچھ دنیا میں مظلوم مسلمانوں کے کسی بھی کام کے نہیں۔ بس برائے نام سب کچھ ہے۔ ایک چھوٹا سا برما ملک جس میں ۱۹۲۰ء سے مسلمانوں پر مظالم ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے۔ تف ہے تمہاری ایٹمی طاقت، فوجی قوت، عددی طاقت کہ آٹھویں صدی سے آباد مسلمانوں کو برما اپنا شہری ماننے کے لیے تیار نہیں۔ جب کہ جدید دنیا میں پانچ سال بعد شہریت دے دی جاتی ہے۔ وہاں بودھ مذہب کے پیروکار مسلمانوں کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ فوج کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو مولی گاجر کی طرح کاٹ رہے ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ کے مطابق معصوم بچوں کے سر کاٹ کر لاشوں کو آگ لگانے پر احتجاج کیا۔ ۵۷/ مسلمان ملکوں کے سر میں جون تک نہیں رینگتی۔ ابھی تک کسی مسلمان ملک نے برما سے احتجاج کرتے ہوئے اپنا سفیر واپس نہیں بلایا اور نہ ہی اپنے ملک سے احتجاج کرتے ہوئے برما کے سفیر کو ملک سے نکالا۔ کیا امریکا پٹھو حکمرانوں تم اتنا بھی نہیں کر سکتے؟ پاکستان کے وزیر خارجہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ برما کے مسلمانوں پر مظالم کا پتہ سوشل میڈیا سے پتہ لگا۔ برما کے پاکستانی سفیر نے حکومت پاکستان کو ان مظالم سے حکومتی سطح پر آگاہ تک نہیں کیا۔ کیا ایسے سفیر کو فوراً ڈس مس نہیں کر دینا چاہیے۔ ہاں روایتی طور پر پاکستان کی پارلیمنٹ میں تحریک انصاف نے مزاحمتی قرارداد جمع کرائی ہے۔ جماعت اسلامی نے ۸/ ستمبر کو اسلام آباد میں برما کے خلاف احتجاجی مارچ کا اعلان کیا ہے۔ انڈونیشیا اور روس میں سیکڑوں مظاہرین نے برما کے سفارت خانے تک مارچ کیا۔ پاکستان، برطانیہ، روس، ایران اور ترکی نے احتجاج کیا۔ سوشل میڈیا کے مطابق ترکی اور جماعت اسلامی کی ذیلی فلاحی تنظیم الخدمت فاؤنڈیشن کے رضا کار برما میں مسلمانوں کی مدد کے لیے پہنچ گئے۔ ترکی نے کہا کہ برما سے بنگلہ دیش میں پناہ لینے والے برمی مسلمانوں کے تمام اخراجات برداشت کرنے کے لیے تیار ہے۔ وزارت خارجہ نے کہا کہ میانمار کی حکومت مظالم کرنے والے کو قانون کے مطابق سزا دے۔ ارے پاکستان کی بے خبر وزارت خارجہ میانمار کی حکومت خود مسلمانوں پر ظلم کر رہی ہے وہ اپنے آپ کو کیا سزا دے گی۔ سعودی عرب نے کہا کہ اقوام متحدہ میں مزاحمتی قرادارد جمع کرائی جائے گی۔ او آئی سی نے مذاحمتی قرارداد منظور کی ہے جس کی پاکستان نے حمایت کی۔ مسلمان ملک ہیں کہ خاموش ہیں۔ اب اس کی انتہا ہوگئی ہے۔ مسلمان کا خون اتنا ارزاں ہو گیا ہے کہ انسانیت چیخ اُٹھی ہے۔ اس مضمون میں روہنگیا برما کے مسلمانوں پر ظلم کی داستان بیان کر رہے ہیں۔ روہنگیا برما میں مسلمانوں پر کیا گزر رہی ہے ہمارے پاس جو میڈیا سے معلومات آئی ہیں اس کے مطابق چند دونوں میں تین ہزار مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ۳۸ ہزار روہنگیا کے مسلمان پناہ کے لیے اپنے پڑوسی ملک بنگلہ دیش پہنچ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مظلوم دوسرے ملکوں کی طرف ہجرت کر رہے ہیں یہ ظلم کوئی نیا نہیں ہے۔ بہت پہلے سے جاری ہے۔ ایک کالم نگار کے مطابق جب شجاع اورنگزیب سے شکست کھا کر فرار ہوا تھا اس وقت بھی برما میں اس کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی سندا تھودام بادشاہ نے شجاع کی مدد کرنے کی بجائے اس کی بیٹی سے زیادتی کی جس کے بعد اس نے خودکشی کر لی۔ مغل شہزادوں اور برمی مسلمانوں نے بدلہ لینے کی کوشش کی لیکن قتل کر دیئے گئے۔ ہر داڑھی والے شخص کو موت کی نیند سلا دیا گیا۔ شجاع پرتگالی قزاقوں کی مدد سے رنگون فرار ہوا تھا۔ اس کے بعد جب ۱۷۸۲ء میں بودوداپیا بادشاہ بنا تو اس نے برما کے

تمام علماء کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور انہیں سور کھانے کے لیے کہا۔ انہوں نے انکار کیا تو سب کو قتل کر دیا گیا۔ برما کے مسلمان آج بھی اس بات کو سناتے رہتے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد انگریز حکومت کے وائٹ پیپر کے مطابق ایک بہت بڑے قتل عام کا ذکر ملتا ہے جس کے گواہ ایک انگریز جج مورلیس کولس کی چشم دید شہادت موجود ہے۔ پھر ۱۹۳۸ء میں ایک بار مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ برما کے بودھ برطانوی فوج سے لڑتے تھے تو مسلمان قیدیوں کو برطانوی فوج کی گولیوں کے سامنے ریت کی بوریوں کی طرح باندھ کر کھڑا کرتے تھے۔ آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو بھی انگریزوں نے مسلم دشمنی کی وجہ سے دہلی بدر کر کے مسلمانوں کی قتل گاہ برما کے شہر رنگون میں قید کیا تھا۔ برما کی آزادی کے بعد ۱۶/مارچ ۱۹۹۷ء کو امن کے پجاری بدھ بھکشو مسلمان آبادیوں میں داخل ہوئے مسجدوں پر حملہ کیا، قرآن پاک اور مذہبی کتابوں کو آگ لگائی۔ دکانوں کو لوٹا، گھروں کو مسمار کیا۔ اس کے بعد ۲۰۰۱ء تانگو میں قتل عام ہوا مسلمانوں کے قتل عام کے علاوہ ریلوے اسٹیشن تانگو کی مسجد کو بھی بلڈوزر سے شہید کر دیا گیا۔ ۷ کروڑ پچاس لاکھ والے برما میں صرف آٹھ لاکھ مسلمان ہیں 1962ء میں فوج نے اقتدار پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد سے برمی مسلمان فوج کے ظلم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ برما کے صوبے اراکان میں اکثریت مسلمانوں کی ہے جن کو موبائل فون تک استعمال کرنے پر فوجی حکومت کی جانب سے پابندی ہے۔ اس سے پہلے برما کے دارالحکومت رنگوں میں 11 مسلمانوں کو بس سے اتار کر برمی فوج نے اور بدھ مت کے پیروکاروں نے شہید کیا۔ مسلم اکثریت والے صوبہ اراکان میں احتجاجی تحریک شروع ہوئی مگر اس تحریک کو پہلے ہی مظاہرے میں برمی فوج نے بے دریغ فائرنگ کر کے ہزاروں مسلم مظاہرین کو شہید اور زخمی کیا۔ صوبہ اراکان کی سرحد بنگلہ دیش سے ملتی ہے جب مسلمانوں نے پناہ کے لیے وہاں کا رخ کیا تو بنگلہ دیش کی بھارت نواز اور مسلم دشمن حکومت نے برمی مسلمانوں کو پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ اس وقت تک بیس ہزار مسلمان شہید کیے گئے تھے۔ 500 بستیاں جلا کر خاک کر دی گئیں ہیں۔ ہزاروں نوجوان کو لاپتہ کیا گیا۔ اب ایک سو میل کی پٹی میں مسلمانوں کا صفایا کر دیا گیا۔ عالمی میڈیا مسلمانوں پر ہونے والے ظلم وستم پر خبریں بڑھا چڑھا کر پیش کرتا رہتا ہے اس نے بھی ہزاروں مسلمانوں کی شہادت پر چپ کا تالا لگا رکھا ہے۔ برما کے مسلمانوں کے قتل عام کے فوٹو جوانٹرنٹ پر جاری کیے گئے ہیں۔ اس کے مطابق ایک تصویر میں لاشوں کے ڈھیر سڑکوں پر پڑے ہیں کچھ لوگ منہ پر کپڑا لگائے ان لاشوں کا معائنہ کر رہے ہیں۔ ایک تصویر میں لاشوں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور لاشیں لین میں الٹی پڑی ہیں فوجی گنیں تانے کھڑے ہیں۔ ایک اور تصویر میں سمندر کے کنارے لاشوں کے ڈھیر پڑے ہیں تصویر کے نیچے لکھا ہے ایک دن میں 1000 مسلمانوں کو بودھ بھکشوؤں نے قتل کیا ہے۔ اس تصویر کے نیچے دوسری تصویر میں چہرے مسخ شدہ تصویر ہے۔ ایک تصویر میں سمندر کے کنارے لاشیں ایسے پڑی ہوئی ہیں جیسے مچھلیوں کو شکار کے بعد ایک لائن میں سجایا گیا ہے۔ ایک کے اوپر تصویر میں لاشوں پر کھڑے لوگ پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہیں۔ ایک تصویر میں معصوم بچوں کی لاشوں پر ان کے ماں، باپ اور بھائی کھڑے ہیں۔ ایک تصویر میں میں ناریل کے درخت نظر آ رہے ہیں بستی سے آگ اور دھویں کے شعلے بلند ہو رہے ہیں۔ ایک تصویر میں لاشوں کے اوپر چھت سے ایک لاش گرتی دکھائی گئی ہے۔ ایک تصویر میں لاتعداد لاشیں جلی ہوئی پڑی ہیں اور ریڈ کراس کے نشان والے لباس میں تین افراد ان کے اندر سے گزر رہے ہیں۔ سمندر کے کنارے ایک تصویر میں کچھ لوگ لاشوں کو دیکھ رہے ہیں۔ ایک تصویر میں ایک نوجوان کی لاش سڑک پر پڑی ہے فوجی انگلی کا اشارہ کر کے جائے حادثہ دیکھ رہے ہیں۔ ایک تصویر میں سڑک پر سیکڑوں کی تعداد میں جلی ہوئی لاشیں پڑی ہیں سامنے بلڈنگ نظر آ رہی ہے کچھ لوگ دور کھڑے ہوئے ہیں۔ اس کے اوپر ایک تصویر میں لاشیں لکڑیوں پر پڑی ہیں نیچے آگ لگی ہوئی ہے۔ ایک تصویر میں ایک شخص ایک بچے کی کفن میں لاش کو اُٹھائے ہوئے چوم رہا ہے تصویر کے نیچے لکھا ہے برما کے مسلمانوں کو بچا نہیں سکتے مگر دنیا کو ان کا دکھ تو دکھا سکتے ہیں۔ ایک تصویر میں دو لاشیں سڑک پر پڑی ہیں سامنے سائیکل کھڑی ہے۔ ایک تصویر میں 9 ایم ایم پسٹل ایک بھکشو کے ہاتھ میں ہے منہ پر کپڑا لگائے ہوئے ہیں اس تصویر کے پیچھے دھواں ہے لگتا ہے مکان جل رہے ہیں یہ اہنسا کے پجاریوں کی دہشت گردی دنیا کو شاید نظر نہیں آتی؟ ایک تصویر میں ایک شخص ایک بچے کے لاش پر پریشان بیٹھا ہے نیچے تصویر میں خواتین کی لاشوں کی تصویر ہے اس پر لکھا ہے یہ بے گور وکفن لاشیں برما کے مسلمانوں کی ہیں جنہیں عالمی میڈیا اسلام دشمنی میں چھپا رہا ہے۔ دو

مضمون نگار حضرات کے افکار وخیالات سے ادارہ پیشوا کا اتفاق ضروری نہیں ہے

تصاویر میں بچے اور عورتیں رو رہی ہیں تصویر پر لکھا ہے برما کے یہ مسلمان بچے جن کے والدین شہید ہوگئے ہیں کیا آپ انہیں بچانے میں اپنا کردار ادا کریں گے؟ جی ہاں! آپ کا دنیا سے زیادہ سے زیادہ share کرنا بھی انہیں بچانے میں مددگار بن سکتا ہے نیچے تصویر پر لکھا ہے میں برما کی مسلمان بہن ہوں میرے گھر کے سات لوگوں کو بدھ دہشگردوں نے شہید کر دیا ہے خدارا برما کے مسلمانوں کے ساتھ ہوا یہ ظلم دنیا کے سامنے لائیں اور میرے آنسو پونچھنے کا سامان کریں۔ایک تصویر میں تینوں طرف لاشوں کو دکھایا گیا ہے اور فریاد کی گئی ہے کہاں ہیں انسانی حقوق کی باتیں کرنے والی تنظیمیں؟ کہاں ہے یونائیٹڈ نیشن؟ جو خود کے کتوں تک کے مرنے پر عراق اور افغانوں پر حملہ کر دیتے ہیں؟ کیا مسلمانوں کے خون کی کوئی قیمت نہیں؟ ایک تصویر میں ایک نوجوان کی لاش پڑی ہے جس کے نیچے لکھا ہے کہ ''بدھ دہشگرد تنظیم جنتا سکورٹی'' کا شکار ایک معصوم مسلمان نوجوان۔اس کے نیچے تصویر میں عورتیں پریشانی کے حالت میں رو رہی ہیں قرآن کی (سورۃ النساء ۷۵) کے الفاظ تحریر ہیں'' آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اُن بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ نکلو جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ اے خدا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی مددگار پیدا کر دے'' ایک تصویر میں روہنگیا کے جلے ہوئے گھروں کے پاس سے لوگ بھاگ رہے ہیں۔ایک تصویر میں ایک برمی مسلمان کی لاش پانی میں تیر رہی ہے نیچے لکھا ہے برما میں مسلمانوں کا کھلا قتل عام پر بے حس پاکستانی میڈیا خاموش۔ایک ہفتے میں 20000 شہادتیں۔کیا امریکہ کو یہ دہشتگردی نظر نہیں آئی؟۔ایک تصویر میں برما بدھ اکثریت کے مظالم کے باعث بنگلہ دیش ہجرت کر کے آنے والا مسلمان خاندان بنگلہ دیشی بحریہ کے افسر سے ہاتھ جوڑ کر بے دخل نہ کرنے کی اپیل کر رہا ہے۔ایک تصویر میں مسلمانوں کی لاتعداد لاشیں سڑک پر بے یار و مددگار پڑی نظر آ رہی ہیں۔برما کے فوجی لاشوں پر کھڑے ہیں ساتھ ہی چھوٹی تصویر میں فوجی کسی گھر کی تلاشی کے لیے گھر میں داخل ہو رہے ہیں نیچے لکھا ہے برما میں مسلمانوں کا قتل عام روہنگیا مسلمانوں کے بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی! ایک اہنساء کے پجاری بودھوں کا برما میں مسلم اقلیت کے ساتھ ظلم سے ان کا اصلی چہرہ دنیا کے سامنے آ گیا ہے دہشتگردی کی دہشتگردی کی انتہا ہوگئی ہے۔عوام سے ہٹ کر برما کی فوجی جنتا اس دہشت گردی میں شامل ہوگئی ہے۔دنیا اور اقوام متحدہ خاموش ہے۔برما نوبل پرائز یافتہ aung san suu خاتون جب گھر میں بند تھیں تو انسانی حقوق کی چیمپئین بنی ہوئی تھیں اب جب آزاد ہے اور برما کی حکمران ہے تو ان کو اپنے ملک میں اقلیتوں کے ساتھ ظلم میں برما کی ملٹری کی شمولیت نظر نہیں آ رہی۔افسوس کی بات ہے کہ وہ بھی مسلمانوں کو اقلیت ماننے کے لیے تیار نہیں۔بودھ مذہب میں رواداری نہ ہونے کی وجہ سے ۱۹۲۰ء سے مذہب کی بنیاد پر مسلم اقلیت کو قتل کیا جا رہا ہے۔برما مسلمانوں کو اپنی اقلیت ماننے کے لیے تیار نہیں بلکہ غیر قانونی آبادکار تصور کرتی ہے جبکہ مسلمان آٹھویں صدی عیسوی سے برما میں آباد ہیں۔اقوام متحدہ برما کی اقلیت کو مظلوم تو مانتی ہے مگر اس نے کبھی بھی ان کی مدد نہیں کی۔جبکہ انڈنیشیا کے ایک عیسائی صوبے کو آزادی دلا دی، سوڈان کے عیسایوں کو آزادی دلا دی مگر مسلمانوں سے دوہرا سلوک روا رکھا ہوا ہے۔برما کے ظلم کی وجہ سے مسلمان پڑوسی ملکوں تھائی لینڈ، انڈونیشیا اور بنگلہ دیش میں ہجرت کرتے رہے ہیں جہاں وہ تکالیف برداشت کر رہے ہیں 2009ء میں مسلمانوں سے بھری ہوئی 5 کشتیوں کو تھائی فوجیوں نے ڈوبا دیا اور کچھ لوگ اس میں بچ کر انڈنیشیا کے ساحل تک پہنچے اور داستاں سنائی۔قارئین یہ کچھ تصاویر جو مختلف ذرائع سے حاصل کر کے عام مسلمانوں کے ساتھ share کرنے کے لیے نیٹ رفیس بک پر دی ہیں جو ہر پاکستانی دیکھ سکتا ہے اور اسے مزید پھیلا سکتا ہے۔ہم نے کالم لکھ کر اپنے حصے کا کام کر کے ایک ایک تصویر کی نقشہ کشی آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔اب آپ اپنے حصے کا کام کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک ان مظالم کی داستان پہنچے اور برما کے روہنگیا مسلمانوں کے دکھ بٹ سکیں۔ہماری پاکستانی مسلمانوں سے درخواست ہے کہ اس ظلم کے خلاف بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ملک کی این جی اوز، سیاسی ر دینی پارٹیوں کو احتجاج ریکارڈ کرانا چاہیے ان کے کارکنوں برما کے سفارت خانے کے سامنے احتجاج ریکاڈ کرانا چاہیے۔مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کو برما کے سفارت کار کو ملک بدر کرنا چاہیے تاکہ دنیا کے سامنے اس ظلم کی داستان آشکار ہو۔اللہ ہمارے برما کے مسلمانوں کا مددگار رہو آمین۔

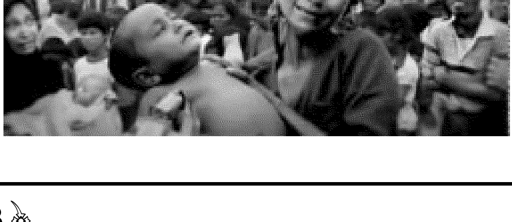

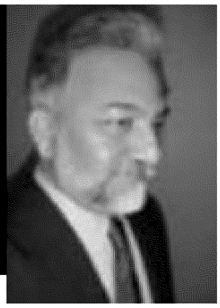

باعثِ تحریر آنکہ......

اقبالؔ، چراغِ ہدایت اور امامِ ہند

(طارق احمد مرزا۔آسٹریلیا)

۱۹ اکتوبر کو پوری دنیا میں روائتی جوش وخروش سے اس سال دیوالی منائی جائے گی۔کچھ روایات کے مطابق یہ تہوار ہندو سال کے آغاز اور لکشمی دیوی سے منسوب ہے لیکن زیادہ معروف طور پر یہ رامچند رجی اور سیتاجی کی بن باس کی مدت کاٹنے کے بعد اپنے وطن ایودھیا واپسی اور پھران کے آغاز دورِ حکومت کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے۔رامچند رجی کب پیدا ہوئے اس کے بارہ میں متضاد آراء پائی جاتی ہیں۔کوئی انہیں پانچ ہزار سال قبل مسیح تو کوئی پانچ سال قبل مسیح کے زمانہ کا وجود بیان کرتا ہے۔ہندوؤں کے نزدیک رامچند رجی ،جنہیں رام بھی کہا جاتا ہے،ہندوؤں کے خدا وشنو کا ساتواں ظہور تھے۔آپ ایک مثالی انسان ،مثالی دوست،بہادر اور شجاع ہستی ،مثالی حکمران اور مثالی استاد کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ہندو آپ کو ایک دیوتا مانتے ہیں۔آکسفورڈ کے ایک محقق ماہر سنسکرت آرتھر میک ڈونیل کے نزدیک رام کی انسان دوستی انہیں سیکولر ثابت کرتی ہے۔

شاعرِ مشرق علامہ شیخ محمد اقبالؔ بھی رام کی شخصیت سے بے حد متاثر تھے۔بانگ درا میں رام کے عنوان سے لکھی ایک نظم میں آپ کو’’چراغ ہدایت‘‘اور’’امام ہند‘‘قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لبریز ہے شرابِ حقیقت سے جامِ ہند
سب فلسفی ہیں خطہء مغرب کے رامِ ہند
اس دیس میں ہوئے ہیں ہزاروں ملک سرشت
مشہور جن کے دم سے ہے دنیا میں نامِ ہند
ہے رام کے وجود پہ ہندوستان کو ناز
اہلِ نظر سمجھتے ہیں اس کو امامِ ہند
اعجاز اس چراغِ ہدایت کا ہے یہی
روشن تر از سحر ہے زمانے میں شامِ ہند
تلوار کا دھنی تھا ، شجاعت میں فرد تھا
پاکیزگی میں ، جوشِ محبت میں فرد تھا

اسلامی اصول کی فلاسفی کی رو سے انبیاء کرام ہی اپنے اپنے دَور میں حقیقی چراغِ ہدایت بنتے اور امامت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔علامہ وحیدالزمان کتاب’’ہدیۃ المھدی‘‘میں زیرِ عنوان’’رامچند رجی نبی ہیں‘‘ارشاد فرماتے ہیں کہ:

’’ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ جان بوجھ کران انبیاء کرام کا انکار کریں جن کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں نہیں فرمایا اور لوگوں میں تواتر کے ساتھ پہچانے جاتے ہیں اگر چہ وہ لوگ کافر ہوں جو جانتے ہیں کہ وہ انبیاء وصلحاء تھے جیسا کہ ہندوؤں میں رامچند ر،لچھمن اور کیشن جی ہیں ،اور فارس کے زرتشت اور اہل چین و جاپان کے درمیان کنفیوشس اور بدھا ہیں اور اہل یونان کے مابین سقراط اور فیثا غورث ہیں، بلکہ ہم پر واجب ہے کہ ہم کہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں تمام انبیاء اور رسولوں پر اوران میں سے کسی میں فرق نہ کریں اور ہم انہیں تسلیم کرتے ہیں اور انہیں کفر وشرک اور سرکشی سے منسوب کرنے سے بچتے ہیں۔‘‘(’ہدیۃ المھدی‘از علامہ وحیدالزمان۔مترجم علامہ صائم چشتی صفحہ ۱۵۵۔ناشر چشتی کتب خانہ جھنگ بازار فیصل آباد۔مطبوعہ جنوری ۱۹۸۷ء)

دنیا میں بین المذاہب ہم آہنگی اور بھائی چارہ تب ہی قائم ہوسکتا ہے جب ہر مذہب کے ماننے والے دوسرے مذاہب کے بانیوں ،بزرگوں،راہنماؤں اور پیروکاروں کی عزت کریں۔کیونکہ مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا۔

انساں سے انسان کو ٹھیک نہیں ہے بیر
بھائی چارہ گر بڑھے ، ہوگی سب کی خیر

سید بلال قطب نے کیا کہا؟

سید بلال قطب صاحب، سماء ٹی وی میں قطب آن لائن نامی پروگرام کے میزبان ہیں، حال ہی میں سیارہ ڈائجسٹ کو دیے گئے ان کے انٹرویو میں سے چند اہم نکات پیش خدمت ہیں۔

موجودہ حالات کا کوئی حل نہیں ہے۔ کیونکہ امام مہدی کا انتظار ہے۔ زمانہ آخر ہے، ایمان بک رہا ہے اور حدیثوں میں اس بات کا ذکر ہے۔ بیلنس کہہ لیں یا منافقت کہہ لیں لیکن مجھے اگر چوائس ملتی تو میں اپنی زندگی میں بہترین میوزیشن ہوتا۔ ہم ایسے شخص کو تصوف کا علم بردار سمجھتے ہیں جو اپنی نان سینس باتوں کو کسی موءکل کی لائی ہوئی خبریں قرار دیتا ہو۔ ہر درگاہ اربوں روپے کما رہی ہے لوگوں سے دس دس روپے لے کر بھی۔ کیونکہ Turn over اتنا زیادہ ہے۔ جس نے لقمہء حلال ہی نہیں کھایا وہ بے شک کعبے کے اندر بھی کھڑا ہو کر دعائیں مانگ لے، اس کی دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ مرشد بالکل بھی ضروری نہیں ہے۔ مرشد نے نے خود کو اس لیے ناگریز بنا لیا ہے کہ اس نے بھی تو کچھ کھانا ہے۔ میں وظائف کو Meditation کے طور پر نہیں بلکہ میڈیسن کے طور پر لیتا ہوں۔ میں نے بڑے چلّے کیے ہیں لیکن یہ ٹائم کا زیاں ہے۔ صوفی بنتا ہے نہ پیدائشی ہوتا ہے، صوفی ہونا چوائس ہے۔ عبادت بے غرض نہیں ہو سکتی، اگر میرے لیے جنت نہ ہو تو میں عبادت کیوں کروں؟ میں نے زندگی میں ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے خدا کا انکار کیا ہو اور وہ عقلمند ہو۔ ہمارے ہاں پیری مریدی کاروبار بن چکی ہے۔

(سیارہ ڈائجسٹ جولائی ۲۰۱۷ء۔ مدیر۔ محمد ثاقب۔ صفحہ ۱۹ تا ۲۳)

مہاتما گاندھی نے کہا تھا

چھ سات برس کی عمر سے سولہ برس کی عمر تک میں اسکول میں رہا۔ اس عرصے میں مجھے دنیا بھر کی چیزیں سکھائی گئیں، سوا مذہب کے۔۔ مذہب کے لفظ کو میں یہاں اس کے وسیع ترین مفہوم یعنی معرفت نفس کے معنی میں استعمال کر رہا ہوں۔ لیکن ایک عقیدے نے میرے دل پر گہری جڑ پکڑ لی کہ اخلاق ساری زندگی کی بنیاد ہے اور حق اخلاق کا نچوڑ ہے، حق کی تلاش میری زندگی کا واحد مقصد بن گئی۔ اس کی قدر و قیمت میری نظر میں برابر بڑھتی چلی گئی اور اس کا مفہوم بھی روز بروز وسیع ہوتا گیا۔ میں چھوت چھات کے عقیدے کو ہندو دھرم کے دامن پر ایک بدنما داغ سمجھتا ہوں۔۔ ادکا نام کا ایک بھنگی ہمارے گھر کمانے آتا تھا۔۔ اگر میں کبھی اتفاق سے اسے چھو لیتا تو مجھے اشنان کرنے کے لیے کہا جاتا تھا، ظاہر ہے کہ میں اس کی تعمیل کرتا تھا مگر اس کے ساتھ ساتھ مسکراتے ہوئے احتجاج ضرور کیا کرتا تھا کہ چھوت کا حکم مذہب کی طرف سے نہیں ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ایسا حکم دیا گیا ہو۔ میں بڑا فرض شناس اور فرماں بردار بچہ تھا مگر والدین کے ادب واحترام کا لحاظ رکھتے ہوئے اکثر ان سے اس معاملہ میں جھگڑتا تھا۔ میں والدہ سے کہا کرتا تھا۔ یہ سراسر آپ کی بھول ہے کہ آپ ادکا سے چھو جانا گناہ سمجھتی ہیں۔

(سب انسان بھائی بھائی ہیں۔ مرتبہ کے آر کرپلانی۔ مترجم ایس عابد حسین۔ ناشر ساہتیہ اکادمی نئی دہلی صفحہ ۲۴، ۲۵)

اعلان برائے اشتہارات

کاروبار کی ترقی کے لیے اشتہارات کی اشاعت عصر حاضر میں کاروباری حضرات کی اہم ضرورت ہے۔ادارہ پیشوا نہایت کم قیمت پر اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے حاضر ہے۔

قیمت اشتہارات

A.4 ۔فل سائز۔کلر۔120£	بلیک اینڈ وائٹ 80£
A.4۔ہاف پیج۔کلر۔ 60£	بلیک اینڈ وائٹ 40£
A.4۔کوارٹر پیج۔کلر۔ 40£	بلیک اینڈ وائٹ 30£

پیشوا میں اشتہارات شائع کروانے کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ فرمائیں

رانا عبدالصمد خاں 07792998973

AZED&CO

Incorporated Precticing Accountants

Rizwan Azed

B.COM,MBA,AIIA,FSPA

سیلف ایمپلائیڈ،سول ٹریڈر،لمیٹڈ کمپنی اکاؤنٹس،پی سی او ڈرائیور اکاؤنٹس،سیلف ایسیسمنٹ۔ٹیکس ریٹرن،لمیٹڈ کمپنی فارمیشن۔بک کیپنگ،بجٹ۔بزنس پلان،بزنس سٹارٹ اپ۔

392 London Road   Tel.020 8646 6777

Mitcham Surrey   Fax.020 8646 9416

London .CR4 4EA   Mob.0786 788 6952

E.Mail. azed@azed.fsbusiness.co.uk

آیات قرانیہ اور احادیث نبویہ ؐ کا احترام نہایت ضروری ہے

RH CATERERS

Our Chefs are dedicated to creating Authentic Dishes.Our Menus offer a wide variety of dishes originating from all parts of the Indian & Pakistani. Sub Continent.We can offer a range of Catering Options such as a sit down Silver Service,a simple Buffet,Multi dish or Karahi Stand service.We are able to cater for any number of guests & our specialized MENUS can be accommodated in any Venue and any budget.A bespoke tailor made Menu can be made upon request. The Complete Catering & wedding package consists of all the necessaries ensuring that you will have the most successful event:

Our Gold pakage includes

☆Authentic Asian Catering
☆Welcome Drinks Reception (Exotic Fresh Juices)
☆Unlimited Soft Drinks & Juices Throughout the day
☆Cutlery Crockery & Glassware
☆Linen Tableclothes & Napkins
☆Professional Uniformed Waitress Staff
☆Event Manager & Wedding coordinator
☆Kitchen Staff & Porters
☆Complete Peace of mind

For further assistance please contact: Tel.020 3674 7909..Mob:077 9299 8973

2 london Road, SM4 5BQ;Morden,surrey.

پیشوا میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

قومی ہیرو لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک

(ہلالِ جرأت۔ستارہ قائد اعظم)

تحریر و تحقیق۔رانا محمد حسن خاں

۱۹۶۵ء کی جنگ جو ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ہوئی تھی اس جنگ کے ایک نامور ہیرو جنرل اختر حسین ملک پنجاب میں آباد ایک چھوٹے سے گاؤں پنڈوری کے ایک کسان گھرانے میں یکم اگست ۱۹۱۷ء کو پیدا ہوئے۔آپ ملک غلام نبی صاحب کے بیٹے تھے۔آپ کے والد مقامی اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔آپ کے والد نے گاؤں کے قریب ہائی اسکول نہ ہونے کی وجہ سے اختر حسین ملک کو کئی میل دور ہائی اسکول میں داخل کروایا۔اختر حسین ملک اور ان کے دوستوں کو کئی میل روزانہ پیدل چلنا پڑتا تھا۔گریجوایشن کے بعد آپ بطور سپاہی برٹش انڈین فوج میں بھرتی ہو گئے۔جلد ہی ان کی شاندار خصوصیات اور تعلیمی قابلیت کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں انڈین ملٹری اکیڈمی (Dehra Dun) آفیسر تربیت کے لیے بھیج دیا گیا۔یکم جون ۱۹۴۱ء کو آپ Second Lieutenant ہوئے اور آپ کا تقرر ۱۶ پنجاب رجمنٹ میں ہوا۔چند ماہ بعد آپ کو Lieutenant بنا دیا گیا اور پھر یکم جنوری ۱۹۴۲ء میں عارضی کیپٹن کے عہدہ پر پوسٹنگ کر دی گئی اور اپریل میں عارضی کا لفظ ختم کر دیا گیا۔بطور Brigade Intelligence Officer آپ کی تقرری 114th Indian Infantry Brigade میں کر دی گئی۔یہ وہی بٹالین ہے جس نے برما اور ملایا میں جنگ لڑی تھی۔۱۹۴۵ء میں آپ کو عارضی میجر کے عہدہ پر ترقی دی گئی۔۱۹۴۷ء میں پاکستان بن جانے کے بعد آپ پاکستانی فوج میں شامل ہو گئے۔

پاک فوج میں آنے کے بعد وہ اپنی قابلیت کے بل بوتے پر ترقی کی منازل بخوبی طے کرتے ہوئے Lieutenant General جیسے شاندار عہدہ پر فائز ہوئے۔جنرل اختر حسین بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔آپ کی شخصیت دلوں کو موہ لینے والی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں میں ہر دل عزیز تھے۔آپ فوری اور صحیح فیصلہ کرنے کی صلاحیت سے مالا مال تھے۔آپ کی سب سے بڑی خوبی اپنے وطن سے بے پناہ محبت تھی۔اور آپ نے اپنی اس محبت کو ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک، بھارت جنگ میں ثابت بھی کیا تھا۔اپنی بہترین حکمت عملی اور تکنیک سے دشمن فوج کے چھکے چھڑا دیے تھے۔چھمب جوڑیاں کے محاذ پر جنرل اختر حسین ملک اور ان کے بہادر ساتھیوں نے دشمن کو تگنی کا ناچ نچایا تھا۔چھمب جوڑیاں کے محاذ پر جب جنرل اختر حسین ملک اور ان کے ساتھی شیروں کی طرح لڑ رہے تھے تو شورش کاشمیری بھی تڑپ اٹھے اور خود کو یہ کہنے پر مجبور پایا۔

دہلی کی سرزمین نے پکارا ہے دوستو
اختر ملک کا ہاتھ بٹاتے ہوئے چلو
اس کے سوا جہاد کے معنی ہیں اور کیا
اسلام کا وقار بڑھاتے ہوئے چلو

آپ کو جنگی داؤ پیچ پر عبور حاصل تھا۔آپ جنگی منصوبہ سازی کرنے والے نہایت ذہین فوجی افسر تھے۔آپ کے بنائے دو منصوبے Operation Gibraltar اور Operation Grand Slam آپ کی ذہانت اور معاملہ فہمی کے شاندار نمونے ہیں۔

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں بحیثیت GOC بارہویں ڈویژن آپ Operation Grand Slam کے بلا شرکت غیر کمانڈر تھے۔جنرل اختر حسین ملک اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے سے آگے بڑھتے چلے گئے اور کامیابیاں ان کا ہر قدم پر ماتھا چوم رہی تھیں۔اکھنور کی فتح نے دشمن کا غرور خاک میں ملا دیا۔اکھنور کی فتح نے دشمن کا جموں و کشمیر جانے والا راستہ بند کر دیا تھا۔بھارت کے وزیر اعظم لال بہادر شاستری نے اپنی فوج کو حکم دیا تھا کہ جنرل اختر کو ہر قیمت چکا کر بھی گرفتار یا ہلاک کیا جائے۔اور انڈین ائرفورس کے فضائی حملے بھی اس شیر دل ہیرو کے بڑھتے قدم نہ روک سکے۔بڑھتے بڑھتے پاکستان کا یہ بہادر سپوت اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریائے توی تک جا پہنچا۔اور یہ وہ کارنامہ تھا جس کی وجہ سے اس بہادر سپوت کو ہلال جرأت ملا تھا۔یہ بھی یاد رہے کہ جنرل اختر حسین پاک دھرتی کا وہ پہلا سپوت ہے جسے دوسرے سب سے بڑے فوجی اعزاز ہلال جرأت سے نوازا گیا۔توی دریا کے کنارے پہنچ کر جبکہ سری نگر پہنچنے کے لیے ان کے جذبے آسمان سے باتیں کر رہے تھے،اور ان کے قدم کشمیر کی جنت نظیر وادی کو چومنے کے لیے بیتاب تھے۔اور پاکستانی قوم بھی سری نگر کی فتح کی منتظر تھی،ہائی کمان نے بہادر شیر دل جنرل اختر حسین ملک

کو آگے بڑھنے سے نہ صرف روک دیا گیا بلکہ انہیں حکم دیا گیا کہ بارہویں ڈویژن کی کمان جنرل یحییٰ خان کے حوالے کر دیں۔ اس حکم نے ۲۴ قیمتی گھنٹے ضائع کر دیے۔ ہندوستانی فوج کو اپنی طاقت مجتمع کرنے کا موقع مل گیا۔ اور انڈین فوج نے کشمیر کے محاذ پر دباؤ کم کرنے کے لیے پنجاب کے حساس مقامات پر حملہ کر دیا۔ اس صورت حال نے افواج پاکستان کے کشمیر کی طرف بڑھنے والے قدم روک دیے۔ اگر ایوب خان جبکہ جنرل اختر ملک کشمیر میں داخلہ کے لیے پَر تول رہے تھے انہیں نہ روکتے تو کشمیر کا مسئلہ حل ہو چکا ہوتا۔

مشہور ادیب جناب قدرت اللہ شہاب جو ان دنوں وزیر اطلاعات اور صدر ایوب کے مشیر خاص تھے، ایوب خان کے اس غیر دانشمندانہ فیصلہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

’’اس وقت جب لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک چھمب جوڑیاں اور اکھنور پر قبضہ کرنے کے بعد کشمیر کے دارالخلافہ سری نگر پر قبضہ کرنے کے لیے راستہ بنا چکے تھے، غلط طریقے سے ان سے فوج کی کمان لے کر جنرل یحییٰ خان کو سونپ دی گئی۔ شاید اس کا مقصد اکھنور کی فتح سے محروم کرنا تھا، اور یحییٰ خان نے اس نامعقول ٹاسک کو بہترین انداز میں انجام دیا۔‘‘

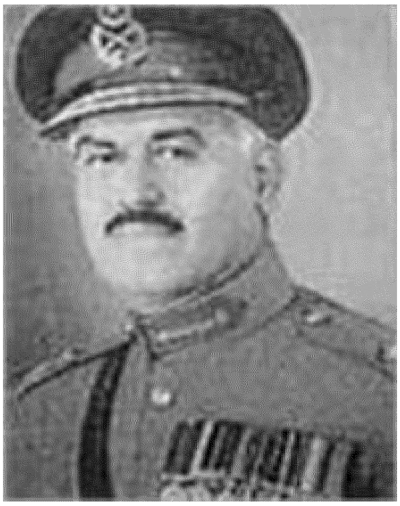

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے ہیرو لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک (ہلال امتیاز)

ذوالفقار علی بھٹو جو آپریشن Grandslam کے ایک اہم کھلاڑی تھے نے اس واقع کے متعلق بعد میں کہا تھا:۔

“Had General Akhtar Malik not been stopped in the Chamb-Jaurian Sector, the Indian forces in Kashmir would have suffered serious reverses, but Ayub Khan wanted to make his favorite, General Yahya Khan, a hero.”

جناب ذوالفقار علی بھٹو کی نظر میں جنرل اختر حسین ملک کا کیا مقام تھا؟ اس کا جواب کرنل رفیع الدین کی کتاب بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن میں ملتا ہے۔ کرنل رفیع الدین صاحب لکھتے ہیں:۔

ایک دن پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵ء کا ذکر چھڑا میں نے بھٹو صاحب سے پوچھا کہ جناب آپ اس زمانہ میں وزیر خارجہ تھے۔ ہمارے فارن آفس نے اس جنگ سے پہلے یہ کیوں نہ سوچا کہ ہندوستان ہماری سرحدوں پر حملہ کر دے گا۔ کہنے لگے کہ دفتر خارجہ نے تو اندازہ لگا لیا تھا لیکن فیلڈ مارشل ایوب خان نے ایک جائنٹ میٹنگ میں اس امکان کو رد کر دیا تھا۔ اسی دوران وہ کہنے لگے کہ جنرل ہیڈ کوارٹر نے بھی تو اسی غلطی کا اعادہ کیا تھا۔ پھر کہنے لگے: ’’**جنرل اختر ملک کو کشمیر کے چھمب جوڑیاں محاذ پر نہ روک دیا جاتا تو وہ کشمیر میں ہندوستانی افواج کو تہس نہس کر دیتے مگر ایوب خان تو اپنے چہیتے جنرل یحییٰ خان کو ہیرو بنانا چاہتے تھے۔**‘‘

کرنل رفیع الدین صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے اس تذکرے کے دوران بھٹو صاحب نے جنرل اختر ملک کی بے حد تعریف کی۔ کہنے لگے ’’**اختر ملک ایک باکمال جنرل تھا۔ وہ ایک اعلیٰ درجے کا سالار تھا۔ وہ بڑا بہادر اور دل گردے کا مالک تھا اور فن سپاہ گری کو خوب سمجھتا تھا اس جیسا جنرل پاکستانی فوج نے ابھی تک پیدا نہیں کیا۔ پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگے۔ باقی سب تو ’’جنرل رانی‘‘ ہیں۔** (صفحہ ۶۶)

بوقت شہادت، ہلال جرآت، ستارہ قائداعظم اور دوسرے کئی قومی اعزاز رکھنے والا یہ قومی ہیرو سینٹو میں فوجی نمائندے کی حیثیت انقرہ، ترکی میں متعین تھا۔ آپ ۲۲ اگست ۱۹۶۹ء کو ازمیر سے انقرہ واپس آتے ہوئے بعد دوپہر اپنی رفیقہ حیات کے ہمراہ کار کے حادثہ میں شہید ہو گئے۔ انا اللہ و ان الیہ راجعون۔ ۲۵ اگست ۱۹۶۹ء کو حکومت ترکی نے پورے فوجی اور ملّی اعزاز کے ساتھ انقرہ میں نماز جنازہ پڑھائی۔ شہید کی میت خصوصی فوجی ہوائی جہاز کے ذریعے پاکستان لائی گئی۔ چکلالہ ائربیس پر پاکستانی فوج نے پورے فوجی اعزاز کے ساتھ اپنے مایہ ناز جرنیل کو آخری سلامی دی۔ ہوائی اڈہ پر موجود ہزاروں افراد نے شہید کو پرنم آنکھوں سے رخصت کیا۔ جنازہ ہیلی کاپٹر کے ذریعہ ربوہ لایا گیا۔ نماز جنازہ دور دراز سے آئے ہزاروں افراد نے پڑھی۔ اسی شام پنجاب رجمنٹ کے جوانوں کی آخری سلامی کے بعد تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ شہید کو غریق رحمت فرمائے۔ آمین۔ اور ہماری قوم کو حقیقی ہیروز کی پہچان عطا فرمائے۔ آمین

مظلوم یمنی اور روہنگیا مسلمان

پیشوا انٹرنیشنل۔نیوز ڈیسک

کہا جاتا ہے کہ ۲۵ اگست ۲۰۱۷ء کو روہنگیا باغیوں نے پولیس چوکیوں اور میانمار کے فوجیوں پر حملے کیے۔ان حملوں میں ۳۲ اہلکار ہلاک ہوئے۔جس کے بعد صورت حال کشیدہ ہوتی چلی گئی۔مٹھی بھر باغیوں اور فوجی اہلکاروں کی مڈھ بھیڑ سینکڑوں بعض اطلاعات کے مطابق ہزاروں روہنگیا معصوم مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کرنے کا باعث بن گئی۔مظلوم ومعصوم روہنگیا بچوں اور بڑوں کو زندہ گھروں سمیت جلایا گیا۔اس بربریت کی جتنی مذمت بھی کی جائے کم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمان ریاستوں کے ڈینگیانہ کردار پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔بنگلا دیش اور انڈونیشیا اور دوسرے مسلمان ممالک نے جیتے جی مرجانے والے اپنے لٹے پٹے مسلمان مہاجر بھائیوں کو کئی دن تک اذیت کے کوڑے مار کر مجبوری کے عالم میں نفرت بھری آسانی دی۔ان بے وطنوں کی حالت زار مسلمان ملکوں میں بھی برما سے کچھ خاص مختلف نہیں۔

ریاست میانمار کے حکمرانوں پر یہ الزام مذہبی و سیاسی مسلمان تنظیموں کی جانب سے اکثر لگایا جاتا ہے کہ برمی مسلمانوں کو برما کی شہریت نہیں دی جارہی۔ہم بھی اس کی شدید مذمت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ایک سوال بھی چھوڑتے ہیں کہ کیا کوئی بھی غیر عربی شخص، سعودی عرب اور دوسرے عرب ممالک میں ۱۰۰سال سے زائد عرصہ رہنے کے بعد شہریت کا حقدار ہوجاتا ہے؟ اور کیا صدر ایوب کے دور حکومت میں کراچی پاکستان میں لائے گئے ۲ لاکھ کے قریب روہنگیا مسلمان، ۶۰ سال پاکستان میں رہنے کے بعد شہریت کے حقوق حاصل کر پائے ہیں؟ ہماری معلومات کے مطابق روہنگیا مسلمانوں کو شناختی کارڈ نہ ملنے کی وجہ سے ان کی حالت گداگروں سے بھی بدتر ہے۔

معزز قارئین! اصل بات یہ ہے کہ ظالم کوئی بھی ہو اس کا نام کچھ بھی ہو وہ کہلائے گا ظالم ہی۔یقینی طور پر روہنگیا مسلمان مظلوم اور حکومتی ادارے اور جنونی بھکشو ظالم ہیں، وجہ کچھ بھی ہو معصوم لوگوں پر ظلم کرنا شیطان کا فعل ہی ہوسکتا ہے۔حیرت اس وقت ہوتی ہے جب ظالم اپنے جیسے کسی جنونی کو ظالم کہے۔مثلاً پاکستان کی سیاسی و مذہبی جماعتیں یہ واویلا کریں کہ روہنگیا مسلمانوں پر ظلم پر ہم سراپا احتجاج ہیں تو ان کا واویلا شور کے سوا کچھ بھی حیثیت نہیں رکھے گا۔وہ لیڈران جو اپنے ملک میں روہنگیا مسلمانوں کو حقوق نہیں دیتے اور نہ ان کے حقوق کے لیے احتجاج کرتے ہیں ان کا آنسو بہانا ،مگرمچھ کے آنسو بہانے کے مترادف ہے۔ہاں اگر پاکستان کا دامن اقلیتوں کے خون اور جلی ہوئی لاشوں کے دھبوں سے پاک ہوتا اور روہنگیا مسلمان پاکستانی شہری بن کر ملک کی ہر شعبے میں خدمات انجام دے رہے ہوتے۔تو یقیناً ان کی آواز اور احتجاج میں دم خم ہوتا اور دنیا جان جاتی کہ روہنگیا مسلمانوں پر ظلم کو روکنا ضروری ہے۔بدقسمتی سے اس لحاظ سے کوئی ایک مسلم کہلانے والا ملک بھی نہیں ہے جس کا دامن ان دھبوں سے خالی ہو۔مسلمانوں کا امام بننے کا خواہشمند سعودی عرب اپنے اتحادی عربوں کے ساتھ مل کر یمن کے بھوکے ننگے یمنی مسلمانوں کے چیتھڑے اڑا رہا ہے۔اب تک تقریباً دس ہزار یمنی سعودی اتحادیوں کی بمباری سے جل، کٹ مرے ہیں اور چالیس ہزار اپنے زخمی جسموں سے اٹھنے والی ہرٹیس پر بددعائیں دے رہے ہیں۔اور عالم اسلام اپنے بڑے بھائی کے ہاتھوں مرنے والوں کی بے بسی اور بے کسی پر تالیاں بجارہا ہے، اگر تالیاں نہیں بجارہا تو محو تماشا ضرور ہے۔

معزز قارئین! اپنے اردگرد نگاہ دوڑانے پر آپ کو کھلا کھلا اور صاف دکھائی دے گا کہ اس وقت دنیا میں صرف مسلمان کہلانے والے بھائی ہی سب سے زیادہ تعداد میں مقتول اور قاتل ہیں۔مسلمانوں نے گزشتہ دو دہائیوں میں جتنا لہو اپنے مسلمان بھائیوں کا بہایا ہے کسی اور نے نہیں بہایا۔غیر جنہیں کافر و دجال بھی سمجھا جاتا ہے ان کے ہاتھوں میں خنجر دینے والے بھی خودغرض، لالچی، مذہبی تعصب جیسی

غلاضت سے لتھڑے ہوئے مسلمان کہلانے والے حکمران، اور مذہب اسلام کے نام پر صدقہ و خیرات کھانے والے نام نہاد مذہبی راہنما ہی ہیں۔ اس وقت تو یہ صورت حال اتنی بھیانک ہو چکی ہے کہ عام مسلمان جن سیاسی و مذہبی لیڈروں کو اپنا ہمدرد سمجھتے ہیں وہ دراصل بکاؤ مال بن چکے ہیں، یہ لیڈر نام اسلام کا لیتے ہیں اور دم امریکہ وغیرہ کا بھرتے ہیں۔ صورت حال کی سنگینی کا اندازہ امام کعبہ عبدالرحمان السدیس کے امریکہ میں دیے گئے بالکل نئے اس بیان سے کیا جا سکتا ہے جس میں انہوں نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو امن کی فاختہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

''امریکہ اور سعودی عرب، دنیا کو امن کی جانب لے جا رہے ہیں۔ وہ دنیا اور انسانیت، سلامتی، امن اور خوشحالی کی بندرگاہوں پر لے جا رہے ہیں۔ دونوں ممالک کو عالمی امن، سلامتی اور دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے اکٹھے ہونا چاہیے۔ سعودی عرب اور امریکہ دنیا میں اثر ورسوخ کے قطبین ہیں۔'' (ڈیلی پاکستان ۲۰ ستمبر ۲۰۱۷ء۔ انٹرویو ٹی وی چینل الاخباریہ)

جب ہم سعودی عرب کے حکمرانوں کے دنیا میں امن وسلامتی قائم کرنے کی کوششوں میں کردار کے متعلق سوچتے ہیں تو ہم صرف یہی سوچ پاتے ہیں کہ سعودی عرب نے دنیا کو سوائے لاشوں کے کچھ نہیں دیا۔ عراق، یمن اور شام وغیرہ میں کئی ملین افراد جن میں معصوم ننھے بچوں اور خواتین کی بھاری تعداد کٹ، جل چکی ہے اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے، اور ان سب کے خون سے سعودی عرب کے ہاتھ بھی اسی طرح لتھڑے ہیں جس طرح دوسرے قاتلوں کے۔

محترم قارئین! بدقسمتی سے روہنگیا اور یمنی اور شامی مسلمانوں پر ہونے والے مظالم سے بچانے والا ایک بھی مسلمان ملک نہیں ہے اور احتجاج کے نام پر رقم بٹورنے والے بہت ہیں۔ روہنگیا مسلمان ہوں یا کسی اور اسلامی ملک کے مظلوم، ان کی مدد کے لیے صدقہ، خیرات اکٹھا کرنے والے بے شمار ہیں مگر ظالم کا ہاتھ پکڑنے والا ایک بھی نہیں۔ عام مسلمان کو غیر کیا عزت دیں گے جن کے ہاتھوں طاقتور سمجھے جانے والے مسلمان حکمرانوں کی گردنیں توڑی جا چکی ہیں۔ صدام حسین، معمر قذافی بے بسی کی موت مر گئے، انہیں کوئی نہ بچا پایا۔ صد حیف! نہ مسلمان حکمرانوں نے نصیحت حاصل کی اور نہ عوام نے۔ کاش یہ حکمران دیکھ سکتے کہ صدام اور قذافی کی موت نے ان کی قوموں کو کیسے خون کے آنسو رلایا ہے۔ جہاں خود غرضی اور ہوس اقتدار نے مسلمان حکمرانوں کو غلاموں کی عالمی منڈی میں دو کوڑی کا کر دیا ہے وہاں عوام کو جہالت، بیماری اور بھوک نے کسی کام کا نہیں چھوڑا، سوائے زندہ باد اور مردہ باد کے نعروں کے۔ ہم تمام دنیا کے مظلوموں کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں ظالموں کا اصلی روپ دیکھنے کی توفیق دے اور انہیں ظالموں سے نا صرف بچائے بلکہ انہیں وہ قوت گویائی دے جس کی بدولت کلمہ حق بے خوف وخطر کہہ سکیں۔ ہم اپنے ربّ العالمین کے حضور یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ حکمرانوں کو عوام کا ہمدرد اور عوام کو ان کا خیر خواہ بنائے۔ سب سے بڑی اور پختہ بات یہ ہے کہ ہم سب کو خوف خدا عطا فرمائے۔ آمین۔ اللہ کرے کہ جنہیں غیروں کی طرف سے مسلمانوں پر ہونے والا ظلم دکھائی دیتا ہے انہیں اسلام اور دنیا پر مسلمانوں کی طرف سے ہونے والا ظلم بھی دکھائی دے۔ سیدھا راستہ دکھائے۔ آمین۔

ناموس رسالت ﷺ

چوہدری نثار احمد نے کہا ہے ''ناموس رسالت ﷺ پر کسی قسم کا سمجھوتا نہیں کیا جا سکتا۔'' معزز قارئین! یہ تو بالکل صحیح بات ہے کہ ناموس رسالت پر کسی قسم کی آنچ نہیں آنی چاہیے۔ لیکن یہ کوئی نہیں بتاتا، رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کیسے ہوتی ہے۔ کیا دنیا کا کوئی خبیث ایسا ہو سکتا ہے جو ہمارے حبیب آقا رحمتہ للعالمین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی شان اور بلند ترین مرتبہ کو گھٹا سکے۔ اگر توہین رسالت کے تحت دائر ہونے والے مقدمات کی طرف نظر کی جائے تو سب سے زیادہ مقدمات پاکستانی مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ آج کل پورے پاکستان میں مولوی لوگ ناموس رسالت ریلیاں نکال رہے ہیں کیا رسول خدا ﷺ کی عزت و ناموس ان ریلیوں کی محتاج ہے؟

کانچ کی لوح

یاد کا روزن کُھلا ہے۔۔۔

تحریر: جمشید اعظم چشتی۔لاہور

زیادہ پرانی بات نہیں ۔۔۔صرف تیس برس پہلے جب میں میٹرک کا امتحان دے کر فراغت اور کھیل کود کے دن گزار رہا تھا۔مہدی حسن کے عروج کا دور تھا اور میں مہدی حسن کا دیوانہ تھا۔۔دن رات ان کی غزلیں سنا کرتا اور ان کی نقل کرنے کی کوشش بھی کرتا رہتا۔یہ وہ دَور تھا جب ابا جی کے نام کا ڈنکا پوری دنیا میں تھا اور میں گھر میں بہتی ہوئی اس گنگا سے واقف تھا۔نعت خوانی کرتا تھا لیکن اسکول کی سطح تک ۔اس سے آگے کا ابھی کوئی شعور بھی نہیں تھا اور رجحان بھی نہیں تھا۔میں تو بس مہدی حسن بننا چاہتا تھا۔موسیقی سیکھنے کا جنون میرے سر پر بھوت بن کر سوار ہو چکا تھا۔۔انہی دنوں مشہور غزل گائیک غلام علی، ابا جی سے ملنے گھر پر آئے تو ابا جی نے میرے شوق کا ذکر ان سے کیا۔وہ ان دنوں بہت مصروف تھے اور زیادہ تر ملک سے باہر ہی رہتے تھے ۔انہوں نے پی ٹی وی کے بالمقابل محفل سینما میں سکھانے والے ایک استاد جی کا ذکر کیا اور ان کی تعریف بھی بہت کی۔۔کچھ دنوں کے بعد ابا جی خود مجھے محفل سینما کے پچھواڑے جو کمرے تھے، انکی اس بیٹھک پر لے گئے جہاں وہ استاد جی موسیقی سکھاتے تھے۔ان کا نام خالد رؤف عرف روفی تھا۔روفی صاحب ابا جی کو دیکھ کر ہکّا بکّا رہ گئے۔۔خیر ابا جی نے مجھے ان کے حوالے کر دیا۔روفی صاحب گوالیار گھرانے کے بہت بڑے گائیک اور استاد زمان بھائی لال محمد کے شاگرد تھے اور موسیقی کا بہت وسیع علم رکھتے تھے۔ویسے روفی صاحب ایک سرکاری بنک میں گریڈ بیس کے افسر تھے لیکن موسیقی کا شوق رکھتے تھے۔جب میں نے ان سے تعلیم حاصل کرنے کی ابتداء کی تو میں موسیقی کی الف ب سے بھی واقف نہیں تھا۔لیکن روفی صاحب نے میرا شوق اور جنون دیکھ کر مجھے چند ماہ میں اس قابل بنا دیا کہ میں ان کی بیٹھک کے نمایاں شاگردوں میں شمار ہونے لگا۔جو لوگ مجھ سے سنیئر تھے وہ میرے ارتقاء کی رفتار سے حیران بھی تھے اور پریشان بھی۔۔۔میرا چھوٹا بھائی اسرار چشتی مجھے وہاں ڈراپ کرنے اور لے جانے کے لیے آیا کرتا تھا۔پھر اس نے بھی وہاں بیٹھنا شروع کر دیا۔اس کا رجحان فطری طور پر ردھم یعنی طبلہ کی طرف تھا۔روفی صاحب کے چھوٹے بھائی اظہر فاروق صاحب طبلے میں شوکت حسین خان کے شاگرد تھے۔انہوں نے اسرار چشتی کو طبلہ سکھانا شروع کر دیا۔تقریباً ایک برس بعد ہم دونوں بھائیوں کی ''جوڑی'' مشہور ہو گئی۔ابا جی ہماری رفتار سے اور پرفارمنس سے بہت خوش تھے۔جب لاہور میں چشتی برادران کی جوڑی کے چرچے عام ہو گئے تو گولڑہ شریف سے صاحب زادہ نصیر کا فون ابا جی کو آیا اور انہوں نے فرمایا:

''اعظم صاحب مجھے آپ کے بچوں کے فنِ موسیقی کا پتا چلا ہے اور بہت روحانی مسرت ہوئی۔**اب آپ کے گھر میں چشتیت مکمل ہو گئی** ہے۔'' **(اعظم چشتی صاحب کے متعلق مہدی حسن نے کہا تھا ''میں غزلوں کا مہدی حسن ہوں اور اعظم چشتی نعت کے مہدی حسن ہیں'' ایڈیٹر پیشوا)**

روفی صاحب کے ساتھ جو وقت گزارا اور جس محبت اور خلوص کے ساتھ انہوں نے مجھے موسیقی کی تعلیم دی یہ اسی کا فیض ہے کہ آج مجھے کم وبیش ایک سو راگوں اور راگنیوں پر عبور حاصل ہے اور مجھے گوالیار خاندان کی درجنوں بندشیں یاد ہیں۔روفی صاحب فراخ دل اور خوش مزاج انسان تھے انہوں نے کبھی کسی شاگرد سے فیس یا معاوضے کی طلب نہیں کی۔ان کی بیٹھک پر پاکستان کا شاید ہی کوئی نامور گلوکار یا سازندہ ہو گا جو نہیں آیا۔غلام علی، حسین بخش گلو، پرویز مہدی، استاد تاری خان اور دوسرے بہت سے سینئر اور جونیئر فنکاران کی بیٹھک میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔روفی صاحب ہر ویک اینڈ کی رات بیٹھک سے رات دو اڑھائی بجے فارغ ہو کر لکشمی چوک ہمیں لے جاتے اور زبردست قسم کا کھانا اپنی گرہ سے کھلاتے۔ شاگردوں میں سے اگر کوئی بل دینے کی کوشش کرتا تو ڈانٹ دیتے۔

آج مجھے روفی صاحب اس لیے شدت سے یاد آ رہے ہیں کہ آج ایک مدت کے بعد مَیں ان سے ملنے گیا تھا۔اب وہ بہت کمزور ہو چکے ہیں ، یاداشت بھی کافی حد تک متاثر ہو چکی ہے ۔لیکن ان کے ہونٹوں پر مستقل رہنے والی مسکراہٹ آج بھی قائم ہے جوان کی آنکھوں سے بھی جھانکتی ہے ماضی کے روزن سے یہ ساری فلم میں دیکھ رہا ہوں، جسے میں قارئین پیشوا سے شیئر کر رہا ہوں۔شیئر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج بحمد اللہ میں بحیثیت نعت خوان اپنے ابا جی کے سنگھاسن پر براجمان ہوں اورانہیں اندازِ نعت خوانی کوفروغ دینے یااس میں اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔اوراعظم چشتیؒ کے اندازِ نعت خوانی کو سمجھنے کے لیے موسیقی کی بہت گہری سوجھ بوجھ درکار ہے۔اب مجھے خیال آتا ہے کہ ابا جی نے مجھے موسیقی سیکھنے سے منع کیوں نہیں کیا؟ وہ یقینی طور پر جانتے تھے کہ مَیں گلوکار تونہیں بنوں گا، بنوں گا تو نعت خواں ہی۔اس لیے ایک اچھا اعظم چشتی کا جانشین بننے کے لیےفنِ موسیقی کا علم سیکھنے میں انھوں نے میری مدد کی۔

ہمارے ملک میں موسیقی کا علم رکھنے والوں ،گلوکاروں اور فنکاروں کو نہ تو معاشرتی طور پرکوئی عزت واحترام دیا جاتا ہےاورنہ حکومتی سطح پران لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہےاب روفی صاحب بیماری کی حالت میں پڑے ہیں، کچھ پنشن وغیرہ ملتی ہوگی ،جس سے ان کی گذر اوقات ہو رہی ہے۔۔حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسے صاحب فراش فنکاروں کی فلاح و بہبوداور مدد وتعاون کے لیے کوئی مستقل ادارہ اور فنڈ قائم کرے۔روفی صاحب نے کم وبیش تیس ،پینتیس برس موسیقی کےفروغ کے لیےخدمات انجام دی ہیں اوروہ بھی اپنی جیب سے۔

مَیں وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہبازشریف سے اور وفاقی حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ خالدرؤف عرف روفی صاحب کی مالی مدد بھی کرے اورانہیں تمغہ حسن کارکردگی سے بھی نوازے۔تاکہ ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوسکےاور پاکستانی کلاسیکی موسیقی زندہ رہے۔

محمداعظم چشتی صاحب کے متعلق مہدی حسن نے کہا تھا ”میں غزلوں کا مہدی حسن ہوں اوراعظم چشتی نعت کے مہدی حسن ہیں۔“

میری تُربت کے سرہانے یہ لگانا لکھ کر
تھا محمدؐ کا ثناء خوان محمد اعظم

مجاہد جاوید۔لندن

مذہبی ٹھیکیداری

کیپٹن صفدر نے کہا ہے کہ ”ہمیں صادق اورامین ہونے کا کسی سے سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں۔“اوراحسن اقبال نے کہا ہے کہ ”حُب اللہ اورحُب رسول کا کوئی ٹھیکیدارنہیں جس سے سرٹیفکیٹ لینا پڑے۔“　　(قومی اخبارات ۱۱ اکتوبر ۲۰۱۷ء)

معزز قارئین! کیپٹن صفدر جیسے بدحال اور بے شرم شخص کوواقعی کسی سے سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں۔اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اسے سوائے نام نہاد اور رسوائے زمانہ مولویان کے کوئی بھی منہ نہیں لگاتا۔نوازشریف خاندان میں اس کی انٹری بھی حالات کے جبر کا نتیجہ ہے۔اس کی وجہ شہرت صادق یاامین ہونا نہیں بلکہ نوازشریف کا داماد ہونا ہے۔غالبؔ نے کیا خوب کہا تھا؎

ہوا ہے شاہ کا مصاحب(داماد) پھرے ہے اتراتا　　وگرنہ شہر میں غالبؔ(کیپٹن) کی آبرو کیا ہے

احسن اقبال کی بات نہایت قیمتی بات ہے۔وطن عزیز میں ایک بیماری بڑی تیزی سے پھیلی ہے جسے مذہبی ٹھیکیداری کہا جاتا ہے۔وطن عزیز میں اس غلیظ بیماری کامنحوس پودا بھٹوحکومت نے لگایا تھا،جب حکومت وقت نے مذہبی ٹھیکیداربنتے ہوئے ،اللہ اور بندے کے درمیان آتے ہوئے فیصلہ کیا تھا کہ کون مسلمان ہے اورکون کافر۔یہ پہلا موقع ہے کہ کسی سیاسی لیڈر نے حق بات کی ہے۔نام نہاد مولویان کی مذہبی ٹھیکیداری کی مذمت کی ہے۔یہ مذہبی ٹھیکیداری ہی ہے جس نے ہم وطنوں کوایک دوسرے کے خون کے پیاسے اورکافر بنا دیا ہے۔

”یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا“

نصیر احمد حبیب۔لندن

ہر چند کہ فلسفی اور مؤرخ ول ڈیوراں (Will Durant) نے یہ وسوسہ ڈالا کہ ایک سہمے ہوئے شخص کے جنیاتی نظام میں ذہانت کے کیا امکانات پوشیدہ ہو سکتے ہیں لیکن دل پندار کا صنم کدہ ویران کیے ہوئے سیرِ کو ہ طور پر آمادہ ہو گیا۔ہم نے اس کاروبارِ شوق میں مکالماتِ فلاطون کو حسبِ توفیق کھنگالا نیز تھوڑی دور ارسطو کے ساتھ بھی گئے لیکن یہ خبر نہ ہو سکی۔

”پھر یہ ہنگامہ اے خُدا کیا ہے“

عالم تنزیہہ کا عالم تشبیہ سے کیا رشتہ ہے؟ کیا انسان کے وجود میں ان کا ظہور ایک حادثہ ہے؟ کیا ان کی بنیاد حقیقت و مجاز کے تعلق پر استوار ہے؟ رُوح و مادہ بعد مشرقین ہیں یا ایک ہی سکّہ کے دو رُخ۔دل کے خوش رکھنے کو یہ خیال آرائیاں تو خوب تھیں لیکن زندگی کے غبارِ وحشت میں کب تک کوئی خیالِ طرّہ لیلیٰ کرتا۔مغربی کلچر کی فاؤسٹین (Faustian) رُوح نے زندگی کا لحظہ لحظہ دگرگوں کر دیا۔ہم دردو سوز و آرزو مندی کی متاع لیے اس کوچے میں جا نکلے لیکن زندگی کے پیچاک کو سلجھانے کی کوشش میں فلسفیوں نے اس کے تارِ وجود میں ایسی گرہوں کا اضافہ کر دیا کہ گرہ کشا ہاتھ بھی عاجز آ گئے۔ہم اس مجلس سے نمناک اُٹھے اور مجذوب فرنگی نٹشے (Nietzsche) کے حضور دو زانو ہو کر بیٹھ گئے جو رزم اور بزم میں فولاد ہی فولاد تھا۔جس نے راہِ حیات میں لطفِ خرام کو دائرہ در دائرہ قرار دیا۔لیکن ان دائروں میں سفر کرتے ہوئے دل یہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

”شکنِ زلفِ عنبریں کیوں ہے“

اسی اثناء میں سُرخ آندھی چلی اور ہم اس کی زد میں آ گئے۔ہم کوئی خواجہ بلند بام تو نہیں تھے لیکن حساب دیے بغیر نہ بچ سکے۔وہ تو خُدا خیر کرے وقت کے ساتھ ساتھ طرّہ پر پیچ و خم کے جب خم نکلے تو قامت کی درازی کا بھرم کھل گیا۔

سچ پوچھیے تو اس موقع پر سارتر (Sartre) کے دام ہمہ رنگ کا اسیر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔بھلا انسان کوئی ایسی شے تو ہے نہیں جسے ڈاکخانہ کی مہریں لگا کر مخصوص خانوں میں رکھا جائے۔اس موقع پر جوہر و عرض کی بحث چلی اور پہلی مرتبہ جُز کو کُل پر برتری ظاہر ہوئی اور ذرّہ ذرّہ اپنی خودنمائی کی شہادت دیتے ہوئے روکشِ خورشید عالم تاب نظر آنے لگا۔اور ہمیں Deterministic کی بجائے Accidental حوالہ راز و نیازِ آشنائی کے لیے زیادہ معتبر لگا۔اور ایک مشہور فلسفی کی بات یاد آئی۔

“Great Tao is like a boat that drifts. it can go this way , it can go that.”

لیکن مَیں نامراد دل کی تسلی کا کیا کروں حقیقت تو یہ ہے کہ جوہر پر عرض کی فضیلت سے اور The man کی بجائے a man کو مرکزِ نگاہ بنانے سے گلشن کا کاروبار تو چل نکلتا ہے لیکن اس کا کیا کریں کہ زمین اپنی ہزار رنگا رنگی کے باوجود سورج کے گرد گھومنے پر مجبور ہے۔اب یہ ہمارا حجاب تھا یا سیماب آسا طبیعت کہ ہمیں کوئی تو پابستہ گیسوئے سنبل نظر آیا اور کوئی سرگشتہ خمارِ رسوم و قیود۔

اب سوچتے ہیں کہ ہوریس (Horace) نے آوڈس (Odes) سنانے سے قبل جو فرمایا یہ اور کم نظر ہجوم کو اپنے حلقہ سخن سے اُٹھا دیا تھا وہ شاید اتنا غلط بھی نہیں تھا۔کیونکہ وہ بھی نٹشے (Nietzsche) کی طرح اپنے سخن کے موتی معذوروں

کی نظر نہیں کرنا چاہتا تھا۔لیکن عالم یاس کی اِس نیم شبی میں یہ الفاظ بادِ صبح گاہی کی صورت ایک نیا پیغام دے گئے۔

’’اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔میں کیا کروں اور کس طرح اس خوش خبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔کس دف سے مَیں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خُدا ہے۔‘‘

ہم کشاں کشاں اس جادہ راہِ لِقا پر ہو لیے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس سرمدی نغمے کی لے پر سارا مجمع عالم وجد میں آ گیا۔لیکن اس سفرِ جنوں میں

جنیاں تن میرے تے لگیاں
تینوں اِک لگے تے تُو جانے

’’اسلام میں قتل مرتد جائز نہیں‘‘

جناب رئیس احمد جعفری ندوی لکھتے ہیں:۔

غازی امان اللہ کے عہد حکومت میں ایک قادیانی (احمدی مبلغ ۱۹۲۴ء میں) نعمت اللہ کو سنگسار کیا گیا۔۔۔علماء ہندوستان نے ایک ’’قیامت صغریٰ‘‘ برپا کر دی اور ہر طریقہ سے انہوں نے امان اللہ کے اس فعل کو مستحسن قرار دیا، اور ’’شریعت حقہ اسلامیہ‘‘ کی اہم ترین دفعہ کی حیثیت سے اس کو پیش کیا، اور ثابت کیا کہ یہ ایک نہایت اہم ترین اصول اسلامی ہے۔

محمد علی (مولانا محمد علی جوہرؔ) کی صداقت وصحت سے اس جگہ بحث نہیں۔یہاں صرف یہ کہنا ہے کہ محمد علی نے دونوں جماعتوں (احمدیہ مسلم جماعت اور علماء ہندوستان کی جماعت) کے افکار و آراء کا مطالعہ کیا اور پھر اپنا نظریہ پیش کیا کہ اسلام میں قتل مرتد جائز نہیں، ہاں قتل مفسد نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔

یہ رائے محمد علی نے پیش کی حسب توقع اس کی مخالفت بھی ہوئی لیکن محمد علی اس اختلاف ومخالفت سے متاثر نہیں ہوئے اس لیے کہ انہوں نے اس مسئلہ پر جو رائے قائم کی تھی وہ علی وجہ البصیرۃ تھی۔ان کا خیال یہ تھا کہ ’’لا اکراہ فی الدین‘‘ کی رو سے قتل مرتد ناجائز ہے۔اور ’’الفتنۃ اکبر من القتل‘‘ کے اعتبار سے قتل مفسد نا صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں فرض ہے۔

اس مسئلہ پر انہوں نے آیات قرآنی، احادیث رسول (ﷺ)، اقوال فقہا، خیالات آئمہ، افکار مجتہدین کا اتنا نادر ذخیرہ جمع کر لیا کہ ایک شخص پوری بصیرت کے ساتھ اس مسئلہ پر ریسرچ کر سکتا ہے۔اس ذخیرہ سے متمتع ہونے کے بعد انھوں نے اپنی بصیرت کے مطابق ایک رائے قائم کی اور اس پر آخر وقت تک مصر رہے۔

(سیرت محمد علی از رئیس احمد جعفری ندوی۔صفحہ ۳۰۰۔شائع کردہ مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔مطبوعہ جامعہ برقی پریس۔دہلی۔اشاعت ۱۹۲۳ء)

وَلَا تَسُبُّواْ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللّهِ فَيَسُبُّواْ اللّهَ عَدْواً بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ۔ (سورۃالانعام آیت ۱۰۹)

ترجمہ: اور تم اُن کو گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ وہ دُشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے اللہ کو گالیاں دیں گے، اسی طرح ہم نے ہر قوم کو اُن کے کام خوبصورت بنا کر دکھائے ہیں۔پھر اُن کے ربّ کی طرف اُن کو لوٹ کر جانا ہے۔تب وہ اُنہیں اُس سے آگاہ کرے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

مسلمان ریاستوں میں اقلیتوں کی حالت زار (قسط ۲)

تحقیق و تحریر: رانا محمد حسن خاں

گزشتہ قسط میں سعودی عرب میں اقلیتوں اور مظلوم عوام پر ہونے والے ریاستی جبر کا ذکر کیا گیا تھا۔ پاکستان میں اقلیتوں اور شیعہ و سُنّی مظلوم مسلمانوں پر ہونے والے ریاستی اور مذہبی انتہا پسندوں کے مظالم کی حقیقت بیان کرنے سے پہلے چند دوسرے مسلمان کہلانے والے ممالک میں غیر مسلم اقلیتوں اور مسلم اقلیتی فرقوں پر ہونے والی زیادتیوں کے متعلق کچھ حقائق پیش خدمت ہیں۔

ملائشیا کی آبادی ۲۷ ملین سے زائد ہے۔ کل آبادی کا ۶۱ اعشاریہ تین فیصد حصہ مسلمان، ۱۹ اعشاریہ آٹھ فیصد بودھ ازم، ۹ اعشاریہ دو فیصد عیسائی، ۶ اعشاریہ تین فیصد ہندو اور ۱ اعشاریہ تین فیصد روائتی چینی مذہب پر مشتمل ہے۔ ملائشیا میں مذہبی آزادی کا دعویٰ انتہائی متنازعہ ہے۔

ملائشیا میں دو طرح کی عدالتیں کام کرتی ہیں۔ ایک شریعہ اور ایک سیکولر۔ شریعہ عدالتیں اسلامی شریعت کے مطابق فیصلے کرتی ہیں اور شریعہ کے اصوم سلاطین نے بنائے ہیں، ان عدالتوں میں صرف مسلمان ہی کے مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے اور سیکولر عدالتوں کے لیے پارلیمنٹ قانون بناتی ہے۔ شریعت کورٹ میں مسلمانوں کے حق میں ہونے والے فیصلے اکثر غیر مسلموں کے لیے اذیت ناک ہوتے ہیں اور انہیں ان فیصلوں کو سیکولر عدالتوں میں لے جانا پڑتا ہے۔ اسی طرح سیکولر عدالتوں کے فیصلے شریعت کورٹ لے جانے پڑتے ہیں۔ اور یہ اپیل، اپیل کا کھیل مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لیے مصیبت بنا ہوا ہے۔ ملائشین ملایا صرف مسلمان ہی کہلا سکتا ہے ۲۰۰۱ء میں مہاتیر محمد نے ملائشیا کو اسلامی ریاست قرار دیا تھا جس کی اپوزیشن نے سخت مخالفت کی تھی اور کہا کہ آئین کے مطابق ملائشیا سیکولر ریاست ہے۔

مذہبی تعلیم نصاب کا لازمی حصہ ہے۔ مرتد کی سزا موت ہے۔ ایک صوبہ میں ایک شریعہ قانون میں ہے کہ مرتد کو ایک سال سوچنے کا موقع دیا جائے اور اسلامی جماعت PAS کے مطابق اگر کچھ عرصہ بعد بھی مرتد، مسلمان نہیں ہوتا تو اس کی سزا موت ہے۔ مسلمان کا اعلانیہ کوئی دوسرا مذہب اختیار کرنا نہایت مشکل ہے۔ کوئی دوسرا مذہب اختیار کرنے والے دوہری زندگی گزارتے ہیں۔ Negeri Sembilan ملائشیا کی واحد ریاست ہے جہاں شریعہ کورٹ ایک سال تک مرتد کو سمجھانے کے بعد نہ ماننے کی صورت میں غیر مسلم ہونے کا اجازت نامہ دے دیتی ہے۔ اکثر صوبوں میں مرتد ہونا قابل سزا جرم ہے۔ National Registration Department (NRD) نے صرف ایک مرتبہ ایک خاتون Lina Joy نامی کو سرکاری طور پر مذہب تبدیل کرنے اور نیا عیسائی نام رکھنے کی اجازت دی مگر چند ماہ بعد شریعہ کورٹ نے اس فیصلے کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ NRD یہ فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ پھر چند ماہ بعد NRD نے عیسائی نام رکھنے کی اجازت برقرار رکھی اور تبدیلی مذہب کے لیے سرکاری دستاویز دینے سے انکار کر دیا۔

شیعہ حضرات بھی مشکل میں ہیں۔ حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق ملائشیا میں چالیس ہزار شیعہ رہتے ہیں مگر غیر سرکاری اعداد و شمار کے مطابق یہ تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہے۔ ان کے ساتھ عقیدے کے اختلاف کی وجہ سے ظالمانہ سلوک کیا جاتا ہے۔ ۱۹۹۶ء میں قومی فتویٰ کونسل نے ایک حکم جاری کیا گیا کہ شیعوں کو ان کے مذہب پر عمل کرنے سے روک دیا جائے۔ اس حکم کے نتیجے میں شیعہ حضرات چھپ کر عبادت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اسی طرح ایک اور مسلمان کہلانے والی مسلم جماعت احمدیہ کو Islamic Religious Selangor Council ملائشیا نے ۲۰۰۹ء میں ایک حکم کے ذریعہ جامعہ مرکزی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے پر پابندی لگا دی۔ اور حکم عدولی کی صورت میں ایک برس قید یا جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا اعلان کیا گیا۔ اور مسجد کے باہر بہت بڑے سائز کا پوسٹر چسپاں کر دیا گیا جس میں لکھا گیا تھا کہ احمدیت اسلامی مذہب نہیں ہے۔ دہریت کے

متعلق ۲۰۱۷ء کہا گیا ہے کہ دہریت آئین اور بنیادی انسانی حقوق کے خلاف ہے ۔دہریہ شکار کو فوراً شکار کر لیا جاتا ہے۔ group Atheist Republic کے متعلق تفتیش کی جارہی ہے۔

۲۰۰۲ میں بائیبل پر پابندی لگا دی گئی۔ایسی تمام غیر مسلموں کی کتابیں جن میں اللہ لکھا گیا ہے ان کے ملائشیا آنے پر پابندی ہے۔ جنوری ۲۰۰۸ء میں عیسائیوں کی طرف سے شائع کی گئی عیسائی بچوں کے لیے کہانیوں کی کتابوں کو ملک بھر کے بک اسٹور سے اٹھا دیا گیا تھا۔غیر مسلموں کے اللہ کہنے پر بھی پابندی لگادی گئی۔(عیسائیوں کے اللہ کہنے سے مسلمان کنفیوژن محسوس کرتے تھے۔اس لیے نظموں کی سی ڈیز اور وہ کتابیں جن میں لفظ اللہ لکھا تھا ضائع کر دیا گیا)اسی طرح غیر مسلموں کی طرف سے شائع شدہ ان کتب کے تراجم پر بھی پابندی لگا دی گئی جن میں اللہ لکھا تھا۔گزشتہ دس برس سے مسیحوں کیتھولک چرچ بنانے کی اجازت اب تک نہیں ملی۔۹فیصد آبادی والے ہندوؤں کے ۲۰۰۶ میں کئی مندر حکومت کی طرف سے ترقیاتی کاموں کے بہانے گرا دیے گئے۔ایک ساٹھ برس پرانا مندر بھی گرا دیا گیا ۲۰۱۰ء میں چودہ گرجا گھر جلائے گئے تھے۔ہندو کہتے ہیں کہ اوسطاً تین ہفتے میں ایک مندر تباہ کیا گیا۔شاہ عالم نامی شہر میں جب مندر تعمیر کرنے کی ہندوؤں نے اجازت مانگی تو مسلمان عوام نے سخت مظاہرہ کیا۔اس مظاہرے کی اہم بات یہ تھی کہ گائے جسے ہندو مقدس مانتے ہیں ان کے سر جنونی مسلمان لہرا رہے تھے۔لائشیا میں لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینا بھی مسئلہ بنا ہوا ہے۔لاؤڈ اسپیکر سے دی جانے والی بلند آواز میں پانچ وقت اذان چالیس فیصد سے زائد غیر مسلموں کے لیے پریشانی کا باعث ہے۔ ملائشیا میں غیر مسلموں کے لیے اللہ،فرمان اللہ،علماء قاضی، الہٰی، مبلغ، شریعہ، مفتی، حاجی، رسول، نبی ، ولی اللہ ، ایمان ، امام ، شیخ ، اذان ، القرآن ، بیت اللہ ،تقویٰ ، مصلہ ،صحابہ ،قبلہ ، خطبہ ، زکوٰۃ فطرہ وغیرہ کہنے پر پابندی ہے خلاف ورزی کرنے والے کو تین سال قید تک ہوسکتی ہے۔ان الفاظ کو کوئی غیر مسلم نہ بول سکتا ہے نہ لکھ سکتا ہے، نہ ترجمہ کر سکتا ہے اور نہ شائع کر سکتا ہے۔)

Under subsection 48(3) and (4) of the) Penang Islamic Religious Administration Enactment 2004)

ملائشیا میں یہودیوں کی تعداد بہت کم ہے کوئی یہودی یا کسی اور مذہب کا شخص آزادانہ اسرائیل کی سلامتی نہیں مانگ سکتا اور نہ آزادانہ اسرائیل کے متعلق بات کر سکتا ہے۔جرم ثابت ہونے پر جرمانہ یا تین سال قید ہوسکتی ہے۔دوسری بار یہی جرم کرنے پر سزا ۵ برس ہو گی۔یہودی عبادت کی چیزیں مثلاً تورات کا پلندہ کہیں بھی بھیجنا جرم ہے۔ Islamic Affairs Department کے مطابق یہودی مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں ۱۹۸۴ء میں ملائشیا آنے والے آرکسٹرا نے اپنا دورہ اس وجہ سے کینسل کر دیا کہ ملائشین وزیر اطلاعات نے دھنیں ترتیب دینے والے یہودی موسیقار کو گروپ سے نکالنے کے لیے کہا تھا۔

۲۰۰۸ء میں یوگا پر پابندی عائد کر دی گئی تھی ،قومی فتویٰ کونسل کے سربراہ عبدالشکور حسین نے اپنے فتویٰ میں کہا کہ یوگا کا تعلق ہندو مذہب سے ہے، اس طریقہ ورزش میں ہندو مذہبی عنصر موجود ہے۔ خواتین کے ٹراؤزر، چست پاجامے پہننے کے خلاف بھی سرکاری مذہبی ادارہ قومی فتویٰ کونسل فتویٰ دے چکا ہے جس سے مسلمانوں میں تقسیم کا عمل شروع ہوا۔فتویٰ کونسل کے چیئرمین مفتی عبدالشکور حسین نے اس فتویٰ پر تنقید کرنے والوں کو کہا تھا کہ فیصلہ کے بارے میں سوال نہ اٹھائے جائیں۔

معزز قارئین! نہایت مختصر طور پر ملائشیا کے مذہبی چہرے کا نقاب اٹھایا گیا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ مسلمان ممالک میں مرتد کی سزا موت بتائی جاتی ہے مگر اس طرح کے مذہبی فتوے لوگوں کو مسلمان رہنے پر مجبور کر سکتے ہیں سوچ کو نہیں بدل سکتے۔ملائشیا کا ایک صوبہ Negeri Sembilan وہ واحد صوبہ ہے جہاں مذہب تبدیل کرنے کی اجازت ہے وہاں ۲۰۰۵ء میں ۸۴۰ مسلمانوں نے اسلام چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب کو اختیار کرنے کی اجازت طلب کی، اس کے بالمقابل جہاں جبر تھا، وہاں خاموشی تھی۔اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۔دین میں کوئی جبر نہیں۔ (جاری ہے)

بدبودار داڑھیں

خلیل جبران نے بہت عرصہ پہلے اس بیماری کی نشان دہی کر دی تھی جس کا ملک شام آج شکار ہے۔ اگر ناسور بن جانے والی بیماری کا علاج بیماری کے آغاز میں ہی کر دیا جاتا تو سب کچھ ٹھیک رہتا۔ ملک شام کا بدن جن ناسوروں کی آماجگاہ بن چکا ہے، ان سے پاک ہوتا۔

خلیل جبران نے کہا تھا:۔

"شامی قوم کے منہ میں بھی، فرسودہ، سیاہ، گندی اور بدبودار داڑھیں ہیں۔ ہمارے طبیبوں نے کہا بھی کہ ان کو صاف کر کے ان کے سراخوں کو چمکدار مادوں سے بھر دیں اور اوپر سونے کا پانی چڑھا دیں، لیکن روگ دور نہیں ہوا، اور کبھی نہیں ہو سکتا، جب تک ان داڑھوں کو اُکھاڑ کر پھینک نہ دیا جائے، پھر جس قوم کی داڑھ میں کوئی روگ ہو تو اس کا معدہ بھی ضعیف ہو جاتا ہے۔ اور بہت سی قومیں ہیں جو خرابی ہضم کا شکار ہو کر موت کے منہ میں جا چکی ہیں۔

اگر کوئی شام کی کیڑا لگی داڑھ میں دیکھنا چاہتا ہے تو اسے مدرسہ میں جانا چاہیئے جہاں مستقبل کا انسان ان مسائل کو یاد کر رہا ہے جو اخفش نے سبویہ نے سائق اطغان سے یا عدالت میں جانا چاہیئے، جہاں بناوٹ، جھوٹ اور ریا کاری ہے۔ یا غریبوں کی چھونپڑی میں جانا چاہیئے جہاں خوف، بزدلی اور جہالت ہے۔ شامی قوم اپنی زندگی کی غذا، کیڑا لگی داڑھوں سے چباتی ہے اس لیئے اس کے ہر لقمہ میں زہریلا لعاب شامل ہو جاتا ہے۔ اور اس زہریلے لعاب نے ان کی آنتیں تقریباً بے کار کر دی ہیں۔"

(فلسفہ راز حیات صفحہ ۳۶ خلیل جبران)

خلیل جبران کی فراست کو سلام اور شامی قوم کی کم عقلی اور جہالت پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔ شام کی صحت یابی کا عمل تبھی شروع ہو سکتا ہے جب شامی قوم کو یہ شعور حاصل ہو جائے کہ ان کی مشکلات اور تباہی کا باعث بننے والے عوامل اور بیماریاں کون کون سی ہیں۔ جب تک بیماری پیدا کرنے والے خطرناک جراثیموں کو ہلاک کرنے کا بندوبست نہ کیا جائے، بیماری بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ افسوس صد افسوس! کہ شامی قوم انہی کیڑوں کو دوست سمجھتی ہے جو دن رات ان کا خون پیتے ہیں۔

پاکستانی قوم کی بیماری کی نوعیت بھی شامی قوم جیسی ہی ہے۔ جس **طرح کی شامی قوم کے منہ میں، فرسودہ، سیاہ، گندی اور بدبودار داڑھیں تھیں، اس طرح کی داڑھوں نے پاکستانی قوم کے جبڑے کو بھی اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ پاکستان میں قائم مدارس میں وہی کچھ ہو رہا ہے جو شامی مدارس میں ہوتا رہا۔ ان مدارس میں وہی نصاب پڑھایا جا رہا ہے جس نے شامی قوم کی لٹیا ڈبو دی ہے۔ پاکستان میں بھی ناانصافی کے جوہڑ موجود ہیں، جہالت پاکستان کے گلی کوچوں میں بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے، جھوٹ کی پوجا بلا خوف و خطر جاری و ساری ہے، ریاکاری نے پوری قوم کو ناقابل اعتماد بنا دیا ہے، ملاوٹ اور غلیظ پانی نے عوام کی انتڑیاں گلا دی ہیں، سیاستدانوں کے خوف اور بزدلی نے مذہبی درندوں کو طاقتور بنا کر قوم کو ان کا یرغمال** بنا دیا ہے۔ اگر باغیرت، محبّ وطن اور بہادر سرجن اب بھی نہ جاگے تو لاکھوں افراد موت کے منہ میں جا سکتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔

علم طب کا امام ۔ابو بکر محمد ابن زکریا رازی

رشحات قلم: رانا محمد حسن خاں

مشہور فلسفی، طبیب، ہیت دان، کیمیا دان، ماہر علم نجوم، ماہر طبیعات، ماہر ریاضیات اور ماہر حیاتیات ابو بکر محمد ابن زکریا رازی کو طب کی دنیا میں علم طب کا امام کہا جاتا ہے۔ انہیں مغرب Rhazes یا Rasis کے نام سے جانتا ہے ۔ابوبکر محمد بن الرازی ۱۷ اگست ۸۶۰ء کو ایران کے شہر ''رے'' جو تہران کے قریب واقع ہے میں پیدا ہوئے ۔رازی کو دیا گیا ایک لقب جالینوس العرب بھی ہے ۔کہا جاتا ہے کہ بقراط نے طب ایجاد کیا، جالینوس نے طب کا احیاء کیا اور رازی نے متفرق سلسلہ ہائے طب کو جمع کر دیا، جو ناقص تھا اسے کامل کیا۔

بچپن میں رازی کو موسیقی سے بہت دلچسپی تھی، عود بجایا کرتے تھے۔ لاابالی زندگی کا شادی کے بندھن نے خاتمہ کر دیا۔ فکر معاش نے انہیں کیمیا گری کی طرف مائل کر دیا۔ اس شوق نے ان کی آنکھوں کو شدید نقصان پہنچایا۔ کہا جاتا ہے کہ آنکھوں کے علاج کے لیے طبیب نے ان سے موٹی رقم لی۔ طبیب کی مہارت کو دیکھ کر رازی نے کیمیا گری کو خیر باد کہا اور علم طب کی تلاش میں بغداد پہنچے اور علی بن سہل کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے ۔اس کے علاوہ اس وقت بغداد میں موجود ''فردوس الحکمت'' کے نامور مصنف علی بن ابن طبری زندہ تھے، رازی نے اس استاد سے طب کے بہت سے رموز سیکھے اور ان میں کمال حاصل کیا بہت جلد وہ ماہر طبیبوں کی صف میں شامل ہو گئے ۔رازی بہت جلد اسپتالوں کے نگران مقرر کر دیے گئے۔ رازی کی بطور طبیب شہرت کی وجہ ان کا توجہ سے دیکھنا، اس کا سخی ہونا اور غریبوں سے ہمدردی کا اظہار بنا۔ رازی اپنے مریضوں کو اکثر دوائیں اور پرہیزی کھانے مفت میں دیتے تھے۔ رازی غذا سے علاج کو فوقیت دیتے تھے ان کا قول ہے کہ جب تک علاج غذاؤں سے ممکن ہو دواؤں کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

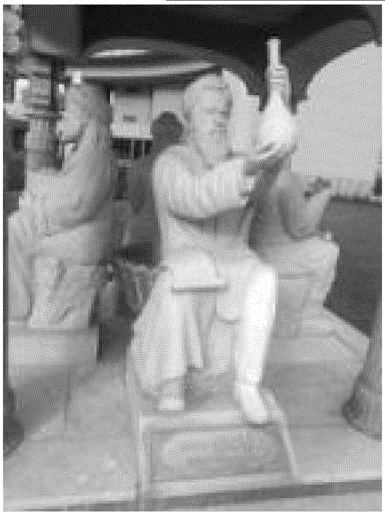

The statue of Razi in United Nations Office in Vienna is part of the "Scholars Pavilion" donated by Iran.

رازی نے علم طب کو بامِ عروج تک پہنچایا۔ رازی نے سرکاری اسپتالوں کے نظام اور ضابطوں کو بہتر کیا، مختلف طبی شعبے بنائے، دواؤں پر تحقیق و مشاہدہ کے لیے علیحدہ شعبہ جات کو قائم کیا، اسپتالوں میں پہلی مرتبہ ابتدائی طبی امداد کا طریقہ ایجاد کیا۔ جب حکومت نے ایک بڑا اسپتال بنانے کا اعلان کیا اور اس کی ذمہ داری رازی کو سونپی تو رازی نے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے مختلف مقامات پر رکھوا دیے، اطباء سے کئی روز تک ان گوشت کے ٹکڑوں کا مشاہدہ کروایا اور جس گوشت کے ٹکڑے پر سب سے کم منفی اثرات پڑے تھے وہاں کی فضا اچھی ہونے کی وجہ سے اسپتال کی تعمیر شروع کروا دی۔ اس بغداد کے سب سے بڑے اسپتال میں بحیثیت سربراہ رازی نے ۱۴ سال تک انسانوں کی خدمت کی توفیق پائی۔

رازی کا سب سے بڑا کارنامہ چیچک جیسی خوفناک بیماری پر تحقیق ہے۔ چیچک کو اس زمانے لاعلاج مرض سمجھا جاتا تھا رازی نے چیچک کے اسباب، احتیاط اور علاج دریافت کیا۔ رازی نے ایک کتاب اس موذی مرض پر لکھی تھی جو چیچک کے موضوع پر لکھی جانے والی پہلی کتاب تھی۔ اس کتاب کا نام ''کتاب الجدری والحصبۃ'' تھا۔ یہ کتاب یورپ میں صدیوں پڑھائی جاتی رہی۔ نیوبرگ کے مطابق یہ کتاب عربوں کے طبی لٹریچر میں ایک زیور کی حیثیت رکھتا ہے۔ موصوف نے

یہ بھی کہا ہے کہ وبائی امراض کی تاریخ میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو ہمیں بتاتی ہے کہ رازی بڑے روشن ضمیر اور ذی ہوش طبیب تھے ۔جارج سارٹن جس نے ہسٹری آف سائنس پر تحقیق کے لیے عربی زبان بھی سیکھی تھی اور عرب کتابوں کے اصل مسود ے دیکھے تھے رازی کے متعلق لکھتا ہے کہ

His treatise on small pox and measles was a master piece of direct observation and clinical analyses it was the first accurate study of infectious disease,the effort to distinguish the two ailments .We may judge its influence and repute by forty English editions between 1498 and 1866.

یعنی چیچک اور خسرے کے موضوع پر ان کا رسالہ براہ راست معائنے اور کلینکل تجزیے کا شاہکار ہے ۔یہ متعدی امراض کا پہلا باقاعدہ رسالہ ہے اور دو دو بیماریوں میں فرق کرنے کی پہلی کوشش ہے، ہم اس کے اثرات اور شہرت کا اندازہ انچاس انگلش ایڈیشنوں سے کر سکتے ہیں جو ۱۸۶۶ء تا ۱۴۹۸ء شائع ہوئے ۔(introduction to the (history of science vol.1 page 677

طب کو موضوع پر رازی نے ایک سو کتابیں لکھی ہیں ۔رازی نے مختلف موضوعات پر تقریباً اڑھائی سو کتابیں تصنیف کی ہیں ۔رازی کی مشہور ترین کتاب الحاوی اس کے تجربات، خیالات اور نظریات کا نچوڑ ہے ۔اس کتاب کو Liber continents لاطینی زبان میں کہا جاتا ہے ۔اس کتاب کا ترجمہ ۱۲۷۹ء میں ہوا تھا ۔اس کتاب کے متعلق ول وران لکھتے ہیں کہ :۔

Translated into Latin liber continents, was probably most highly respected and frequently used medical text book in the world for centuries , it was one of the main book that composed the whole liberary of the medical at the university of Paris in 1395. [The age of faith p.642]

ترجمہ: اس کا لاطینی ترجمہ Latin liber continents کے عنوان سے شائع ہوا یہ غالباً سفید دنیا میں صدیوں تک سب سے محترم اور سب سے زیادہ مطالعہ کی جانے والی نصابی کتاب بنی رہی ۱۳۹۵ء میں پیرس کی یونیورسٹی کی میڈیکل فیکلٹی میں یہ ایک نمایاں کتاب تھی ۔

الحاوی کا ترجمہ ۲۵ جلدوں پر مشتمل ہے ۱۴۸۶ء اور ۱۵۴۲ء کے دوران اس کتاب کے ۱۵ ایڈیشن شائع ہوئے تھے ۔رازی کی ایک اور کتاب المنصوری جو دس جلدوں پر مشتمل ہے کے متعلق ول دوران کہتے ہیں کہ

Themost famous of Alrazi works was a ten volume survey of medicine ,the kitab Al mansuri ,Gerar of ceremona translated it into Latin.,the ninth volume of this translation the Al mansuri was a popular text in Europe till the sixteenth century.[The age of faith p.247 by will durant]

ترجمہ: رازی کی سب سے مشہور تصنیف کتاب المنصوری دس جلدوں پر مشتمل ہے اس کا ترجمہ جرار القرمونی نے لاطینی میں کیا، ترجمے کی نویں جلد جس کا نام نونز المصوریس تھا سولھویں صدی تک یورپ کی مقبول ترین نصابی کتاب تھی ۔

رازی کا ایک اور کارنامہ آلات جراحی بنانا ہے ۔رازی نے عملِ جراحی میں ایک نہایت کارآمد آلہ بنایا جس کو Setion یعنی نشتر کہتے ہیں ۔الکحل کا موجد بھی رازی کو مانا جاتا ہے ۔گردے اور مثانے کی پتھری کے متعلق ایک کتاب لکھی اس کا فرانسیسی زبان میں ۱۸۹۶ء میں اس کا ترجمہ عربی متن کے ساتھ کیا گیا ۔زکریا الرازی نے ہی سب سے پہلے انکشاف کیا کہ آنکھ کی پتلی روشنی سے ردعمل کرتی ہے ۔

رازی بلاشبہ آسمانِ طب پر چمکنے والا روشن ترین ستارہ تھا ۱۹۲۳ء کو جب بین الاقوامی طبی کانگریس لندن میں منعقد ہوئی تو شرکاء کانفرنس نے فن طب پر رازی کی تحقیقات، تجربات اور نظریات پر خاص طور پر مضامین پڑھے گئے اور رازی کو فن طب کا امام تسلیم کیا گیا ۔یہ رازی کی گرانقدر خدمات ہی کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۳۰ء کو رازی کی ہزار سالہ برسی فرانس کے شہر پیرس میں بڑی شان و شوکت سے منائی گئی ۔انسانیت کی خدمت کرنے والا یہ عظیم عالم ۹۳۲ء کو تقریباً ۹۲ برس کی عمر میں وفات پا گیا ۔اللہ تعالیٰ رازی سے راضی ہو اور اسے اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے ۔آمین ۔

ہمارے حبیب آقا حضرت محمد ﷺ کا غیر مسلموں سے سلوک

مضمون نگار۔شگفتہ حسن صاحبہ۔لندن

گزشتہ دنوں احمد رضا خان صاحب بریلوی کے دو عجیب و غریب فتوے دیکھنے کے بعد دل سخت غمگین ہو گیا اور سیرت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے دل کو سکون دیا۔دونوں بیکار فتووں کا رد سیرت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں پیش ہے۔

مولوی احمد رضا خان اعلیٰ حضرت کو غصہ بہت آتا تھا اس لیے ایک دفعہ علامہ اقبالؔ نے اعلیٰ حضرت کی طبیعت کی شدت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ’’اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی، تو اس دور کے ابو حنیفہ کہلا سکتے تھے‘‘۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت از مفتی ہند مصطفیٰ رضا خان قادری جلد۱صفحہ۵)

معزز قارئین! یہ اعلیٰ حضرت کا غصہ ہی تو تھا جس نے بے شمار مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا ہے۔رسول اللہ ﷺ کا غصہ کے متعلق فرمان ہے کہ ’’بہادر اس کو نہیں کہتے جو کُشتی میں دوسرے کو گرا لے، بہادر وہ ہے جسے غصہ آئے تو وہ اسے روک لے۔‘‘ آپؐ کے صحابہ رضوان اللہ نے اس بات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیا تھا۔حضرت علیؓ نے جب ایک لڑائی کے دوران ایک دشمن کو زیر کر لیا ہوا تھا، اس نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا، اس پر آپ نے اپنے نفس کا غصہ شامل ہو جانے پر اپنی وہ تلوار جو اس کا سرتن سے جدا کرنے کے لیے اُٹھ چکی تھی، واپس کر لی۔مسلمانوں کے ساتھ اعلیٰ حضرت کا معاندانہ سلوک رسول اللہ ﷺ کی حسین سیرت سے قطعاً کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔

اعلیٰ حضرت نا صرف مسلمانوں سے بغض و عداوت رکھتے تھے بلکہ غیر مسلموں سے بھی شدید نفرت کرتے تھے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

’’ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے، یہ ہمارا عین ایمان ہے۔ ۔۔۔ایک مرتبہ ایک برہمن نے جبکہ میں شدید پیٹ درد میں مبتلا تھا میرے پیٹ پر درد کا مقام معلوم کرنے کے لیے ہاتھ رکھ دیا۔ مجھے اس کا نجس ہاتھ لگنے سے اتنی نفرت اور کراہت پیدا ہوئی کہ درد کو بھول گیا، یہ تکلیف اس سے بڑھ کر معلوم ہوئی کہ ایک کافر کا ہاتھ میرے پیٹ پر ہے۔‘‘ (ملفوظات اعلیٰ حضرت از مفتی ہند مصطفیٰ رضا خان قادری جلد۲صفحہ۱۴۶)

غیر مسلم اور مختلف نقطہ نظر رکھنے والی مسلمان مخلوق خُدا سے نفرت کرنے والے اعلیٰ حضرت ہندوؤں اور عیسائیوں کے ہاتھوں آپریشن کروانے والے اپنے مریدوں کو دیکھتے تو شاید کراہت سے مَر جاتے۔غیر مسلم کافروں کی طرف سے کی جانے والی ایجادات سے لطف ہوتے مولوی حضرات دن رات کافروں کو گالیاں دیتے ہیں، نفرت کرتے ہیں، عداوت رکھتے ہیں اور اسلام کو دنیا میں پھیلانے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔نفرت اور عداوت کے کانٹے کسی بھی صورت میں محبت کے گلاب نہیں کھلا سکتے۔اگر ہمارے حبیب آقا رسول اللہ ﷺ بھی اللہ کے دشمنوں سے نفرت و عداوت رکھتے تو کیا اللہ کے دشمن، اللہ کے دوست بن سکتے تھے؟ یقیناً ہر ذی عقل انسان یہی کہے گا کہ ایسا ہونا ناممکن تھا۔

جنگ احد میں جب آپ شدید زخمی ہو گئے تو حضرت انسؓ کی ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ خون پونچھتے تھے اور کہتے تھے ’’کیونکر نجات پائے گی وہ امت کہ جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ بدسلوکی کی اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا تھا۔‘‘ اور صحیح مسلم میں ہے کہ ’’اِس کے بعد آپ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے اور پھر فرمایا: **’’اللھم اغفر لقومی مانھم لا یعلمون‘‘** یعنی اے میرے اللہ! تُو میری قوم کو معاف کر دے۔یہ علم نہیں رکھتے۔‘‘ (صحیح مسلم حالات اُحد وزرقانی جلد۲صفحہ۴۹)

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خُدا ﷺ نے احد کے دن فرمایا الٰہی! ابوسفیان پر لعنت بھیج۔الٰہی! حارث بن ہشام پر لعنت بھیج۔الٰہی! صفوان بن ربیہ پر لعنت بھیج۔پس نازل ہوئی یہ آیت اس پر) **لَيۡسَ لَكَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ اَوۡ يَتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ اَوۡ يُعَذِّبَهُمۡ فَاِنَّهُمۡ ظٰلِمُوۡنَ**۔ یعنی تیرے پاس کچھ اختیار نہیں۔خواہ وہ ان پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جائے یا انہیں عذاب دے، وہ بہر حال ظالم لوگ ہیں۔ (ترمذی جلد۲صفحہ۱۶۶ حدیث ۸۶۳ کی شرح میں اور سورۃ آل عمران تفسیر آیت ۱۲۹)

ترمذی جلد۲ صفحہ ۱۶۶ حدیث ۸۶۳ کی شرح میں اور سورۃ اٰل عمران کی آیت ۱۲۹ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جن جن لوگوں پر حضور ﷺ نے نام لے لے کر لعنت فرمائی تھی وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ ان کا اسلام اچھا ہوا یعنی پکے مسلمان اور مومن ہو کر دُنیا سے رحلت فرمائی۔ یہ سب لوگ اس وجہ سے مسلمان نہیں ہوئے تھے کہ انہیں نفرت و عداوت نے مجبور کیا تھا۔ بلکہ ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت اور جذبہ رحمت ان کے لیے زندگی بخش جام بن گئی تھی، جنہیں اللہ تعالیٰ مخاطب کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرماتا ہے: "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" یعنی ہم نے آپ کو تمام جہانوں اور تمام قوموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

ایک دفعہ ایک یہودی آپ ﷺ کے پاس مہمان کے طور پر ٹھہرا۔ نظامِ ہضم کی خرابی کی وجہ سے اُس کو اسہال شروع ہو گئے اور رات کو بستر کی چادر خراب ہو گئی۔ صبح وہ شرم کے مارے ملے بغیر ہی چلا گیا، اتفاق سے وہ اپنی تلوار حضور ﷺ کے گھر بھول آیا تھا۔ جب اُسے یاد آیا تو واپس لوٹا اور دیکھا کہ حضورؐ اپنے ہاتھوں سے اُس چادر کو دھو رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر اُس نے اسلام قبول کر لیا۔

صرف ایک یہ واقعہ مولوی صاحب کی نفرت اور عداوت کے تمام بدبودار مٹکے توڑنے کے لیے کافی ہے۔ معزز قارئین! اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ اس بدو کے اسلام لانے کا باعث نفرت و عداوت تھی یا رسول اللہ ﷺ کی محبت و رحمت۔ اگر مہمان کو اس کے فعل کی وجہ سے کوسنے دیے جا رہے ہوتے، اسے بددعائیں دی جا رہی ہوتیں اور اس کے واپس آنے پر زدوکوب کیا جاتا تو وہ اسلام لاتا؟ مولانا جو اسلام کا دم بھرتے اور عاشق رسول ﷺ کہلاتے ہیں انہیں ہندو کے ہمدردی بھرے ہاتھ سے بھی نفرت اور کراہت پیدا ہوئی اور ہندو کا ہاتھ بھی نجس لگا۔ اور قربان جاؤں اپنے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جنہیں مشرک کی نجاست بھی صاف کرتے ہوئے اس مشرک سے نہ نفرت پیدا ہوئی اور نہ عداوت۔

معزز قارئین! محبت کا نُور ہی دِلوں کے زنگ دور کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، نفرت کی سیاہی دِلوں کو مُردہ کر دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم "محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں" ہی تو تھی۔ تب بھی دِل محبت سے جیتے گئے تھے اب بھی محبت کے ترانے گانے والے ہی دِل جیت سکتے ہیں۔ سو فیصد ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خُدا کی مخلوق کے لیے سراپا رحمت تھے۔

جنگ بدر کے موقع پر جب مکّہ کے قیدی حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیے گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان لوگوں کی سفارش کرتا تو میں ان کو یونہی چھوڑ دیتا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ بدر)

معزز قارئین! مطعم بن عدی مکّہ کا ایک شریف آدمی تھا۔ گو اُسے اسلام قبول کرنے کی توفیق نہیں ملی مگر اُس کو بعض مواقع پر حضورؐ کی مدد کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ خاص طور پر طائف سے واپسی کے موقع پر مطعم بن عدی اور اس کے بیٹوں نے مدد کی تھی۔ جس کو حضورؐ نے ہمیشہ یاد رکھا اور اس کی قدر کرتے رہے۔ قارئین کرام! ہمارے مولوی کے نزدیک تو بیشک کافر یا مولوی کا بنایا ہوا مسلمان کافر کتنا بھی شریف ہو اور احسان کرنے والا ہو بس نفرت کے قابل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان نے عالمی عدالت انصاف (ہیگ) کے چیف جج بن کر قوم کا نام روشن کیا اسی طرح پاکستان کے عظیم سپوت ڈاکٹر عبدالسلام دُنیائے اسلام کے پہلے سائنس دان ہیں جنہوں نے طبیعات میں نوبل انعام حاصل کر کے نا صرف پاکستان بلکہ دُنیائے اسلام کا سر فخر سے بلند کر دیا، ان کے ساتھ ہم وطن نام نہاد مذہب کے ٹھیکیداروں نے کیا سلوک کیا سبھی جانتے ہیں۔

احترام انسان بلا تفریق مذہب و ملت کا سبق کسی نے سیکھنا ہو تو ہمارے حبیب آقا رسول اللہ ﷺ کے در سے سیکھے۔

روایت ہے حضرت علیؓ شام کی نماز ادا کرنے مسجد نبوی کو تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک ضعیف العمر آتش پرست بڑھاپے کی کمزوری کے باعث نہایت آہستگی سے آنحضرت ﷺ کے آگے آگے چلا جا رہا تھا۔ آنجناب ﷺ نے اُس وقت تک اُس سے پیش قدمی نہ فرمائی جب تک وہ حدِ مسجد سے نہ گزر گیا۔ حالانکہ ادائیگی نماز میں اِس

توقف کی وجہ سے تاخیر واقع ہوگئی۔

(تذکرہ قادریہ صفحہ ۲۵۴ از طاہر علاؤالدین قادری گیلانی البغدادی دربار غوثیہ شارع الگیلانی کوئٹہ)

مزید آگے بڑھنے سے پہلے احمد رضا خان صاحب کے دوسرے فتوے کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''کسی کافر سے بدن چھو جانا اگرچہ کلمہ پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ جیسے قادیانی یا چکڑالوی یا نیچری یا آج کل کے تبرائی رافضی یا کذابی یا بہائی یا شیطانی یا خواتمی وہابی جن کے عقائد کُفر کا بیان حسام الحرمین میں ہے یا اکثر غیر مقلد خواہ بظاہر مقلد وہابیہ کہ اُن کے عقائد ارتداد پر مطلع ہو کر اُن کو عالم دین وعمدہ مسلمین کہتے یا اللہ رسول کے مقابل اللہ و رسول کو گالیاں دینے والوں کی حمایت کرتے ہیں۔ جل جلالہ و ﷺ یا جھوٹے متصوف کہ حلول واتحاد کے قائل یا شریعت مطہرہ کے صراحتاً منکر و مبطل ہیں ان دسوں طائفوں اور ان کے امثال سے مصافحہ کرنا تو خود ہی حرام قطعی گناہ کبیرہ ہے۔ اگر بلا قصد بھی ان کے بدن سے بدن چُھو جائے تو وضو کا اعادہ مستحب ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ از مولوی احمد رضا خان جلد ا صفحہ ۷۱۵ ناشر رضا فاؤنڈیشن مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ اشاعت دوم اگست ۱۹۹۱ء)

واہ جی واہ! نفرت کیسے کیسے گل کھلاتی ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کیسے کیسے نوکیلے کانٹے اگاتی ہے۔ بلا قصد بدن چھو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر کوئی مولوی صاحب کے بیان کردہ گروہ کا کوئی مسلم کافر یا اصلی کافر مسجد میں چلا جائے یا نماز یا عبادت کرلے تو مسجد کا وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے یعنی پلید اور نجس ہو جاتی ہے، جسے اچھی طرح دھو کر پاک کیا جاتا ہے۔

اور ہمارے حبیب آقا رسول اللہ ﷺ کو مسجد نبوی میں مشرکین کا آنا، رہنا اور کھانا پینا بھی گوارا تھا۔ اوران مشرکین کے آنے، رہنے، کھانے پینے اور عبادت کرنے پر مسجد کی پاکیزگی میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔

طائف کے وفد کا رئیس عبدیالیل وہی شخص تھا جو رسول اللہ کی ایذاء رسانی میں پیش پیش تھا۔ اس گُستاخ رسول، بدتہذیب اور آزار رساں دُشمن اور کافر کو آنحضرت ﷺ نے دُنیا کے مقدّس مقام مسجد نبوی میں اُتارا اور اُس کے ساتھیوں کو مسجد نبوی کے صحن میں خیمے نصب کروا کر ٹھہرایا۔ (معزز قارئین! یہ وہی جاہل عبدیالیل تھا جس نے سفر طائف میں اپنے دو بھائیوں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کو طائف سے نکال دیا تھا جب ایک جگہ آپ ﷺ زخموں سے چور ہونے اور تھکان کی وجہ سے بیٹھ گئے تو آپ ؐ کو بغلوں سے پکڑ کر اُٹھا دیا تھا)

غصہ دکھانے والے ابوحنیفہ کے نزدیک مسلم کافر یا اصل کافر کے ساتھ ہاتھ ملانا، السلام علیکم کہنا، بلا قصد چھونا باعث نجاست وکراہت اور مسجد میں آنا ان کا مسجد کے لیے باعث پلیدگی ہے مگر حضرت امام ابو حنیفہؒ اور دوسرے بعض فقہا کے نزدیک بھی مشرکین مسلمانوں کی ہر مسجد میں حتیٰ کہ مسجد حرام میں بھی داخل ہو سکتے ہیں، البتہ انہیں وہاں اپنی مشرکانہ رسومات کے ساتھ حج یا عمرہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ، تالیف الدکتور وھبۃ الزحیلی جلد ۶ صفحہ ۴۳۴، ۴۳۵ دار الفکر۔ دمشق)

جب نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو اُسے آپ ؐ نے مسجد نبوی کا مکین بنالیا۔ یہی نہیں بلکہ جب مسیحی عبادت کا وقت آیا تو اُن لوگوں نے مسجد میں نماز ادا کرنی چاہی تو صحابہ کرامؓ نے منع کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت ابن اسحٰقؒ فرماتے ہیں جب نصاریٰ کا گروہ آپ ؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ؐ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور عصر کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے۔ اُن کی نماز کا بھی وقت آیا یہ مسجد سے جانے لگے تو آپ ؐ نے فرمایا: نماز یہیں پڑھ لو۔ تو اُن لوگوں نے مشرق کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھی۔ (اسباب النزول صفحہ ۳۵)

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب ایک اعرابی ذوالخویصرہ نے مسجد نبوی میں پیشاب کیا تو صحابہؓ اُسے مارنے کے لیے دوڑے تو آپ ؐ نے ارشاد فرمایا: اِسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دو کیونکہ تمہیں نرمی کے لیے بھیجا گیا ہے تنگی کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔ (بخاری کتاب الوضوء صفحہ ۲۰ حدیث ۲۲۰)

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے کیا خوب فرمایا ہے

بسیار دیدہ ام کہ یکی راہ دو کرد تیغ شمشیر عشق بین کہ دو کس راہ یکی کند

یہ تو بہت دیکھا ہے کہ تلوار ایک کے دو ٹکڑے کرتی ہے لیکن دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ عشق کی تلوار دو کو ایک کر دیتی ہے۔

(اس مضمون کی تیاری میں ایک کتاب ''علماءِ سو'' سے مدد لی گئی ہے)

اسلام، پاکستان اور آئین کے خلاف سازش

(جہانگیر خاں۔لندن)

صرف ایک لفظ، اسلام، پاکستان اور آئین کی سلامتی کے لیے خطرہ بن گیا۔شیخ رشید جس کے بارے عمران خان نے کہا تھا کہ اسے تو میں اپنا چپڑاسی بھی نہ رکھوں، نے ثابت کر دیا کہ اس کی اوقات اسمبلی میں بیٹھنے کی نہیں ہے۔ختم نبوت کے لیے اپنی جان لٹانے کی اور لوگوں کو مر مٹنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔اور ختم نبوت کی شق بالکل محفوظ اور مامون ہے۔جس لفظ نے شیخ رشید اور ان جیسے دوسرے لوگوں کے تن بدن میں آگ لگا دی ہے، وہ لفظ ہے ''اقرار نامہ'' اس لفظ کو'' حلف نامہ'' کی جگہ لکھ دیا گیا ہے۔وطن عزیز میں بھونچال لانے والے سمجھتے ہیں کہ اگر اس لفظ کو تبدیل نہ کیا گیا تو اسلام نہیں رہے گا اور نہ ہی پاکستان محفوظ رہے گا اور آئین تو رسوا اور ذلیل ہو کر رہ جائیگا۔اور امیر مرکزی جمیعت اہلحدیث سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ ''انتخابی اصلاحات بل میں امیدوار کے لیے ختم نبوت کا ڈکلیریشن شامل ہے۔میں اس سلسلے میں سیاسی اور مذہبی راہنماؤں سمیت تمام ناقدین کو مناظرے کا چیلنج دیتا ہوں۔ایک اعلامیے میں ان کا کہنا تھا کہ ''solemn affirmation'' کا مطلب حلف ہی ہوتا ہے،تنقید کرنے والے علماء انگریزی سیکھیں۔'' (امت ۴ اکتوبر)

چوہدری شجاعت جن کا بولا سمجھنے کے لیے ہمہ تن گوش ہونا ضروری ہوتا ہے، وہ اتنے پر جوش ہو گئے کہ وہ یہ بھی بھول گئے کہ وہ ساری عمر سرگوشی میں بات کرتے رہے ہیں۔انہوں نے بالکل صاف آواز میں کہا کہ حکمران جماعت گناہ کی مرتکب ہوئی ہے، انھیں اللہ بھی معاف نہیں کرے گا، اور وہ مزید ذلیل و رسوا ہوں گے۔مفتی نعیم نے تو صاف کہہ دیا کہ ہمیں معلوم ہے کہ نواز شریف قادیانیوں کا حامی ہے۔جماعت اسلامی کے امیر سراج الحق کو یہ غم نہیں ہے کہ حلف نامہ کو اقرار نامہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے، ان کے پیٹ میں احتجاجی مروڑ اٹھنے کی وجہ ان کے الفاظ میں یہ ہے کہ ''اب اس نئے قانون کے تحت کوئی بھی قادیانی ووٹر لسٹ میں شامل ہوگا۔'' یہ لبیک یا رسول اللہ والے، تحفظ ختم نبوت والے اور چند دوسرے پیشہ ور احتجاجیے سڑکوں پر گلے پھاڑ پھاڑ کر نان اشو کو اشو بنانے کے لیے مرنے مارنے کی دھمکیاں دے کر تماشہ بنتے رہے۔اور یا جان بھی آگ بگولا ہیں۔

معزز قارئین! جن مذاہب یا ممالک کی سلامتی ایک لفظ کے آگے پیچھے ہو جانے سے خطرے میں پڑ جاتی ہو، ان مذاہب یا ممالک کی ترقی ہونا ناممکن ہے۔اور لفظ بھی وہ جس کا نہ کاروبار مملکت سے کوئی تعلق ہو اور نہ مذہب کی تعلیمات سے۔عجیب بات یہ ہے کہ پاکستان میں پچانوے تا ستانوے فیصد مسلمان کہلانے والے بستے ہیں، ان سے حلفیہ بیان لیا جاتا ہے کہ وہ ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں یا نہیں، حالانکہ یہ تمام مسلمان کہلانے والے قرآن پر یقین رکھتے ہیں اور ہر اسلامی فرقہ یہ سمجھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔اور ایسے مسلمانوں کو قطعاً اس قانون سے فرق نہیں پڑتا، قانون کے رہنے یا نہ رہنے سے ان کے اس عقیدے پر کسی طرح کے بھی اثرات مرتب نہیں ہوتے۔اور ہمیں تو یہ بات بیہودہ دکھائی دیتی ہے اور تکلیف دینے والی لگتی ہے کہ باوجود ختم نبوت پر پختہ یقین رکھنے والے سے بار بار حلفیہ بیان لیا جائے یا پوچھا جائے کہ تم قسم کھا کر بتاؤ کہ تم ختم نبوت پر یقین رکھتے ہو یا نہیں۔اسلامی تاریخ یا کسی دوسرے مذہب کی تاریخ میں کبھی ایسا ہوتا کم از کم ہم نے نہیں دیکھا کہ کسی مذہب کے ماننے والے سے قانوناً حلفیہ بیان بار بار لیا جاتا ہو کہ تم فلاں عقیدہ پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں۔اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس عقیدہ ختم نبوت پر حلفیہ بیان لینے کا ہر پاکستانی کو پابند کیوں کیا گیا، آئین پاکستان اسے کیوں ضروری قرار دیتا ہے؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ضروری ہے کہ بتا دیا جائے کہ پاکستان میں بسنے والے دوسرے مذاہب جیسے عیسائی، ہندو، سکھ، پارسی وغیرہ مذاہب کے لوگوں کے لیے جن کی تعداد پاکستان میں دو سے تین فیصد ہے، انہیں بھی ختم نبوت قانون کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ

آئین انھیں بھی دوسرے درجے کے شہری قرار دیتا ہے۔کوئی انجان صاحب سوچ سکتے ہیں کہ کیسے؟ وہ اس طرح سے کہ آئین کے مطابق کوئی غیر مسلم ملک کا سربراہ نہیں بن سکتا، ان کے لیے کوٹہ سسٹم ہے، کسی میدان میں بھی انہیں ایک خاص حد سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔اور قادیانیوں (احمدیوں) کو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ قانون کے کہنے سے وہ اپنا عقیدہ چھوڑنے کی بجائے حلفیہ بیان پر خط تنسیخ کھینچ کر قانون کو اس کی اوقات بتاتے ہیں۔

اٹھانویں اور ننانوے فیصد پاکستانیوں کو ختم نبوت کے متعلق قانون ہونے یا نا ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ،مسلمان کہلانے والے ختم نبوت پر پختہ یقین ہونے کی وجہ سے اور غیر مسلم اسلام کو اپنا مذہب نہ ماننے کی وجہ سے اس قانون کے کسی بھی پہلو سے شکنجے میں نہیں آتے۔

آیئے اب اس جماعت کی طرف چلتے ہیں جو ستمبر ۱۹۷۴ء تک مسلمان جماعت تھی، جس کے لیے یہ قانون بنایا گیا ہے۔قادیانی جماعت (احمدیہ مسلم جماعت) کے افراد کی پاکستان میں تعداد تقریباً دو ملین ہے۔۲۲ کروڑ لوگوں میں اس جماعت کے افراد کی تعداد ایک فیصد سے بھی کم ہے۔اور اس چھوٹی سی جماعت سے اتنا خطرہ کہ ایک لفظ کی تبدیلی پر پاکستان اور اسلام کی سلامتی داؤ پر لگ جائے۔اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے دن رات بغاوت کرنے والوں سے نپٹنے کے لیے آئین، سیاسی و مذہبی لیڈر بے بس دکھائی دیں، حیرت ہے۔

ختم نبوت کے تعلق میں بانی جماعت احمدیہ لکھتے ہیں:۔

’’عقیدہ کی رو سے جو خُدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خُدا ایک ہے اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔‘‘ (کشتی نوح صفحہ ۱۵،۱۶)

بانی جماعت احمدیہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب چشمۂ معرفت کے صفحہ ۳۲۵ پر لکھتے ہیں:۔

’’اور لعنت ہے اُس شخص پر جو آنحضرت ﷺ کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوّت کا دعویٰ کرے۔مگر یہ نبوّت آنحضرت ﷺ کی نبوّت ہے نہ کوئی نئی نبوّت اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اسلام کی حقانیّت دُنیا پر ظاہر کی جائے۔اور آنحضرتؐ کی سچائی دکھلائی جائے‘‘۔

اور اللہ تعالیٰ (سورۃ المومن کی آیات ۳۵،۳۶ میں فرماتا ہے:۔

"اور یقیناً تمہارے پاس اِس سے پہلے یوسف بھی کھلے کھلے نشان لے کر آ چکا ہے مگر تم اُس بارہ میں شک میں رہے ہو جو وہ تمہارے پاس لایا یہاں تک کہ جب وہ مَر گیا تو تم کہنے لگے کہ اب اِس کے بعد اللہ ہرگز کوئی رسول مبعوث نہیں کرے گا۔اِسی طرح اللہ حد سے بڑھنے والے (اور) شکوک میں مبتلا رہنے والے کو گُمراہ ٹھہراتا ہے۔اُن لوگوں کو جو اللہ کی آیات کے بارہ میں بغیر کسی غالب دلیل کے جو اُن کے پاس آئی ہو جھگڑتے ہیں۔اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اُن کے نزدیک بھی جو ایمان لائے ہیں۔اِسی طرح اللہ ہر متکبر (اور) سخت جابر کے دِل پر مہر لگا دیتا ہے۔‘‘

حضرت یوسفؑ کی اُمّت کے اس عقیدہ رکھنے کو اللہ حد سے بڑھنے والے، شکوک میں مبتلا رہنے، گمراہ، جھگڑالو، متکبر اور سخت جابر قرار دیتا ہے اور اس عقیدہ کے رکھنے کو بہت بڑا گناہ قرار دیتا ہے۔

سورۃ الجن کی آیت ۸ میں ہے کہ ’’اور انہوں نے بھی گمان کیا تھا جیسے تم نے گمان کرلیا کہ اللہ ہرگز کسی کو مبعوث نہ کرے گا۔‘‘

گویا آنحضرت ﷺ سے قبل پہلے نبیوں کی اُمّتیں یہی عقیدہ رکھتی تھیں کہ نبوّت کا دروازہ ہمارے نبی پر بند ہو چکا ہے۔چنانچہ مسلم الثبوت کے صفحہ ۱۷۰ پر لکھا ہے کہ **اجماع الیھود علٰی ان لا نبی بعدی بعد موسٰیؑ**۔ یہود کا اجماع ہے کہ موسٰیؑ کے بعد نبی نہیں آئے گا۔امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ یہود اور نصاریٰ یہ کہا کرتے تھے کہ تورات اور انجیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں شریعتیں کبھی منسوخ نہیں ہوں گی اور اُن کے بعد نبی نہیں آئے گا۔

ہم نے پاکستان کے تقریباً سبھی فرقوں کے بزرگان سلف جو صاحب علم، صاحب الہام تھے انہیں بھی ۹۷ فیصد مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت سے الگ ہی پایا۔جہاں تک جھوٹی سچی نبوت کا تعلق ہے تو جھوٹ بولنے والوں پر اللہ لعنت بھیجتا ہے اور سچوں سے پیار کرتا ہے۔اس عاجز کے خیال میں اللہ کی لعنت سے بڑھ کر کوئی سزا نہیں اور اللہ کے پیار سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔اور ذلت اور عزت انسانی اختیار میں نہیں ہے۔

ہومیو پیتھک نُسخہ جات

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ

آپریشن کے بعد:

ہر قسم کے آپریشن سے پہلے اور بعد میں آرنیکا ۱۰۰۰ دینا بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔اس کے علاوہ وضع حمل سے چند دن قبل ۱۰۰۰ آرنیکا استعمال کرنا بہت سی پیچیدگیوں سے بچا لیتا ہے۔وضع حمل کے بعد بھی اسے استعمال کرنا چاہیئے ایک دفعہ ۱۰۰۰ طاقت میں۔Phosphorus اونچی طاقت میں آپریشن سے ایک دن پہلے مریض کو کھلانے سے متلی اور آپریشن کی بے چینی دور ہو جاتی ہے۔آپریشن کے بعد آنے والی قے،ابکائیوں اور بے چینی کے لیے Nux Vomica 30 بھی مفید دوا ہے۔

سرجری کے بعد عام طور پر زخموں کے ٹھیک ہونے میں وقت لگتا ہے،آپریشن کے بعد زخموں کی جلد صحت یابی کے لیے ہائی پیریکم،سمفائٹم اور سٹیفیگیر یا ملا کر ۳۰ طاقت میں تین بار روزانہ لینا نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

اگر آپریشن کے بعد شکم میں ہوا بننے کی تکلیف ہو جائے تو ہومیو دوا۔Raphanus Sat 30 مفید ہے۔اس تکلیف میں مریض نہ اوپر سے ہوا نکال سکتے ہیں اور نہ نیچے کی طرف سے اور

اس مرض میں دست بہت زور سے آتے ہیں مگر پیٹ کا تناؤ موجود رہتا ہے۔اس مرض میں دودھ اور ٹھنڈا پانی پینے سے تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے۔

آپریشن کے بعد زخم مندمل نہ ہوں۔Calendula Officinalis (تکلیفیں مرطوب اور ابر آلود موسم میں بڑھتی ہیں) اگر آپریشن کے بعد **بے ہوشی لمبی ہو جائے** تو Opium اور اگر فائدہ نہ ہو تو Helleborus Nig. مفید ثابت ہوتی ہے۔آپریشن کے بعد اگر جسم کا درجہ حرارت بہت زیادہ گر جائے اور **خون کے دباؤ میں کمی** ہو تو Carbo Vegetatabilis کے علاوہ Camphora 30 کی چند خوراکوں سے بھی فوری فائدہ ہوتا ہے۔

آپریشن کے بعد سلے ہوئے زخموں کے ارد گرد جلد سکڑ جائے،زخموں میں پیپ بنے اور کنارے سخت ہو کر اُبھر آئیں تو Calc.Flour بہت مفید ہے۔(گرمی اور ٹکور سے آرام آتا ہے)

اگر مریض آپریشن کے بعد آپریشن کے صدمہ سے مفلوج ہو جائے اور موت کے قریب پہنچ جائے،اور خون بہت زیادہ بہہ

ہومیو فزیشن محترم رانا محمد حسن صاحب کی کتاب ''**خزینۃ الشفاء**'' کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔اس کتاب کے تین سو ستّر صفحات میں تقریباً تمام بیماریوں کا ہومیو پیتھک علاج بیان کیا گیا ہے۔اسی طرح خواتین کیلئے ایک سو باون صفحات پر مشتمل کتاب '**امراض خواتین**' بھی شائع ہو چکی ہے۔اس کتاب میں خواتین کے مخصوص امراض اور اُن کا ہومیو پیتھک علاج تجویز کیا گیا ہے۔کتب کے حصول کیلئے فون کریں۔

Mob.07792998973　　Tel. 020.36747909

E-mail. peshwltd@gmail.com

جانے کی وجہ سے بدن ٹھنڈا ہوا اور پسینے آئیں تو ایسی حالت میں Strontium Carbonicum بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ حادثات میں شدید زخمی ہو جانے پر اگر جسم اچانک جواب دے جائے تو بھی Strontium اکسیر ثابت ہوتی ہے۔(فائدہ نہ ہونے کی صورت میں Carbo Veg. ضرور دینی چاہیے۔ Vratrum Album کو بھی Carbo Veg. کی طرح موت کے ٹھنڈے پسینے آنے پر استعمال کر کے دیکھنا چاہیے)

آپریشن کے بعد پھولی ہوئی سوزش ہوا اور استسقائی سوجن ہو اور جلن دار اور ڈنگ لگنے جیسے شدید درد کے ساتھ ہوں۔ Apis (ٹھنڈی چیزوں کی خواہش ہوتی ہے اور ٹھنڈی پٹیاں رکھنے سے افاقہ ہوتا ہے اور پیشاب کم اور البومن والا ہوتا ہے)

اگر آپریشن سے بچے کی پیدائش کے بعد سینے سے درد اُٹھے اور ہاتھ پاؤں اکڑیں تو Coccus Cacti 30 اور Cuprum 30 ملا کر دن میں دو تین بار دینا مفید ہے۔

اور اگر آپریشن کے بعد پیڑو میں شدید درد اور دُکھن ہو تو ہومیو دوا Hypericum 200 مفید ثابت ہوتی ہے۔

سرجری کے بعد اگر ٹانکہ میں زہر بھر جائے تو Hypericum 30 اور Magnesia Phos.30 ملا کر لینا مفید ہے۔

آپریشن کے بعد پھولی ہوئی سوزش ہوا اور استسقائی سوجن ہو اور جلن دار اور ڈنگ لگنے جیسے شدید درد کے ساتھ ہوں۔ Apis (ٹھنڈی چیزوں کی خواہش ہوتی ہے اور ٹھنڈی پٹیاں رکھنے سے افاقہ ہوتا ہے اور پیشاب کم اور البومن والا ہوتا ہے)

پرسوتی بخار

خواتین کے پرسوتی بخار PuerperalInfection میں Pyroginum 200+Sulphur 200 (Arnica 200 بھی ملا سکتے ہیں) کے علاوہ Kali 6Xphos= بھی اچھا کام کرتی ہے۔

Kali Phos+Kali Mur+Ferrum phos 6X=Calc.Phos بھی پرسوتی بخار کے لیے مفید نسخہ ہے۔

ابارشن کے بعد:

ابارشن کے بعد زہر پھیل جائے تو Sulphur 200 اور Pyroginum 200 ملا کر دینا مفید ہے۔ اگر ابارشن کے بعد کمزوری ہو تو Carbo Veg. اور اگر سردی لگنی شروع ہو جائے تو Ignatia Q پانچ سے دس قطرے ایک گلاس پانی میں ڈال کر پینا مفید ہے۔

خون کی کمی:

خون کی کمی اور شدید کمزوری کے لیے درج ذیل نسخہ مفید ہے۔

China ،Ferrum Met. Mag.Phos،Cobaltum Nit.،CalcArs. اور Acid Phos ملا کر ۳۰ طاقت میں دن میں دو تین بار۔ یہ نسخہ نئی یا پرانی بیماریوں کے بعد رہ جانے والی کمزوریوں کو دور کرنے کے لیے بھی مفید ہے۔

(مزید راہنمائی کے لیے پیشوا کلینک سے رجوع فرمائیں)

اہم اعلان

پیشوا میں ہومیو پیتھک و دیسی نسخہ جات شائع کرنے کا مقصد خدمت خلق اور قارئین کو علاج بالمثل کے فوائد سے آگاہ کرنا ہے۔ کسی بھی ہومیو پیتھک نسخہ یا دیسی ٹوٹکے کو استعمال کرنے سے پہلے کسی مستند ہومیو فزیشن یا حکیم سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ بغیر مشورہ کے نسخہ استعمال کرنا نقصان کا باعث بھی ہو سکتا ہے جس کا ادارہ پیشوا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

(چیف ایڈیٹر۔ رسالہ پیشوا انٹرنیشنل لندن)

دودھ ایک مکمل غذا

تحریر وتحقیق: عبدالحق شاکر۔لندن

دودھ ایک لطیف اور زود ہضم غذا ہے اور اس کو ایک کامل حیوانی غذا کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں پروٹین (یعنی گوشت پیدا کرنے والی خوراک) چربی، کاربوہائیڈریٹس (نشاشتہ دار غذا) اور نمک سب اجزاء موجود ہوتے ہیں۔ مختلف حیوانات کے دودھ کی خاصیت مختلف ہوتی ہے اور ہر ایک حیوان کے دودھ کی خاصیت اس کی عمر خوراک اور صحت وغیرہ پر بھی منحصر ہے۔ چنانچہ یونانی اطباء مالیخولیا کے مریضوں کو ماء الجبن کراتے وقت ایسی جوان بکری کا دودھ استعمال کرتے ہیں جس کا رنگ سُرخ یا سیاہ ہو اور جو دو بچوں سے زائد نہ جنتی ہو۔ نیز تین چار مہینے سے زائد اور چالیس روز سے کم کا بچہ نہ رکھتی ہو۔ ماء الجبن کے دوران میں بکری کو صرف کاسنی، خرفہ، برگ کشنیز سبز وغیرہ سرد سبزیاں کھلاتے ہیں۔ جب دودھ دینے والے حیوانات کو خراب غذا دی جاتی ہے تو دودھ بھی یقیناً خراب ہوجاتا ہے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ جب گائے یا بھینس وغیرہ کو شراب کا لاہن کھلایا جائے تو دودھ میں تھوڑی سی نشہ کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اسی طرح سبز چراگاہوں میں رہنے والی گائے بھینس کے دودھ میں ہر قسم کے وٹامن (حیاتین) بکثرت ہوتے ہیں لیکن ان کی پرورش خشک گھاس پر کی جائے تو دودھ میں حیاتین کی مقدار کم ہوجاتی ہے۔ دودھ کو مکھیوں اور گرد وغبار سے محفوظ رکھنا چاہیئے اور کسی میلی یا متعفن جگہ یا بیمار کے کمرے میں ہرگز نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ سب غذاؤں کی نسبت دودھ بہت جلد ہیضہ، محرقہ بخار، پیچش اور دیگر امراض کے جراثیم کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔

دودھ بھیڑ:

(عربی) لبن انصان۔ (فارسی) شیر میش۔ (سندھی) رڈھو کھیر۔ یہ بکری کے دودھ کی نسبت غلیظ (غصیل) ہوتا ہے اور اس میں چکنائی زیادہ ہوتی ہے رنگ سفید، ذائقہ بدبودار، مزاج سرد وتر، مقدار خوراک تین تولہ، افعال واستعمال دیر ہضم اور ثقیل ہے، دماغ کے جوہر، حرام مغز اور قوت باہ کو مفید ہے۔ گوند ببول کے ہمراہ کھانسی آنتوں کے زخم اور پیچش کو مفید ہے۔

دودھ بھینس:

(عربی) لُبن الجاموش۔ (فارسی) شیر گاؤ میش۔ (سندھی) مینھ جو کھیر اس میں چکنائی اور پنیر کے اجزاء زیادہ ہوتے ہیں رنگ سفید، ذائقہ شیریں، مزاج معتدل، بارطوبی فضلیہ، مقدار خوراک دو پاؤ، افعال و استعمال مُولد خون، مبہی اور ثقیل۔ اس میں مائیت کم ارو دہنیت اور جنیت زیادہ ہے۔ بدن موٹا کرتا ہے۔ مقوی اعضاء ہے خون زیادہ پیدا کرتا ہے۔ بواسیر کو نافع ہے۔ بشرطیکہ اس میں چکڑی کی لکڑی کو جوش دے کر دہی جما کر ہمراہ مصری کے کھائیں۔ بدن خلط غالب کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔ غلیظ اور نفاخ ہونے کے سبب ضعف معدہ کے مریضوں کو مضر پڑتا ہے۔ بھینس کے دودھ کی لسی، سینڈھا نمک، کالی مرچ اور زیرہ ڈال کر پینے سے کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔

دودھ گائے:

(عربی) لبن البقر۔ (فارسی) شیر گاؤ۔ (سندھی) گئوں جو کھیر۔ اس میں عورت کے دودھ کی نسبت پانی، شکر اور نمکیات کی مقدار کم ہوجاتی ہے لیکن چکنائی اور اجزائے پنیر زیادہ ہوتے ہیں۔ رنگ سفید، ذائقہ شیریں، مزاج معتدل، بارطوبت فضلیہ، مقدار خوراک نصف سیر، افعال واستعمال کثیر الغذا اور زود ہضم، مُولد منی، مقوی دل اور دماغ ہے، بدن کو موتا کرتا ہے اور طبعیت کو نرم کرتا ہے۔ خفقان اور سلی، دق اور پھیپھڑے کے زخم کو مفید ہے۔ بشرطیکہ گائے تندرست ہو۔ تازہ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ گائے اور دودھ میں ایلنو ایسڈز اور ٹرپٹونین موجود ہوتے ہیں اور یہ دونوں مل کر نکوٹینک ایسڈ کی خاصیت پیدا کر دیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے شاگردوں کو خطاب

مرسلہ: انا ثمرین صاحبہ۔ نیو جرسی۔ امریکہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے شاگردوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔ وہ ایسے بھاری بوجھ جن کو اُٹھانا مشکل ہے باندھ کر لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں مگر آپ ان کو اپنی انگلی سے بھی ہلانا نہیں چاہتے۔ وہ اپنے سب کام لوگوں کو دکھانے کو کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے تعویز بڑے بناتے اور اپنی پوشاک کے کنارے چوڑے رکھتے ہیں۔ اور ضیافتوں میں صدر نشینی اور عبادت خانوں میں اعلیٰ درجہ کی کرسیاں۔ اور بازاروں میں سلام اور آدمیوں سے ربّی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ مگر تم ربّی نہ کہلواؤ کیونکہ تمہارا استاد ایک ہی ہے اور تم سب بھائی ہو۔''

(متی باب ۲۲ آیات ۲ تا ۹)

اے ریا کار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ آسمان کی بادشاہی لوگوں پر بند کرتے ہو کیونکہ نہ تو آپ داخل ہوتے ہو اور نہ داخل ہونے والوں کو داخل ہونے دیتے ہو۔

اے ریا کار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ تم بیواؤں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہو اور دکھاوے کے لیے نماز کو طُول دیتے ہو۔ تمہیں زیادہ سزا ہوگی۔

اے ریا کار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ ایک مرید کرنے کے لیے تری اور خُشکی کا دورہ کرتے ہو اور جب وہ مُرید ہو چکتا ہے تو اُسے اپنے سے دُونا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو۔

اے ریا کار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ پودینہ اور سونف اور زیرہ پر دَہ یکی دیتے ہو پر تم نے شریعت کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان چھوڑ دیا ہے۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔ اے اندھے راہ بتانے والو! جو مچھر کو تو چھانتے ہو اور اُونٹ کو نگل جاتے ہو۔

اے ریا کار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ پیالے اور رکابی کو اوپر سے صاف کرتے ہو مگر وہ اندر لوٹ اور ناپرہیزگاری سے بھرے ہیں۔ اے اندھے فریسی! پہلے پیالے اور رکابی کو اندر سے صاف کرتا کہ اوپر سے بھی صاف ہو جائیں۔

اے ریا کار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں مگر اندر مُردوں کی ہڈیاں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہیں۔ اسی طرح تم بھی ظاہر میں تو لوگوں کو راست باز دکھائی دیتے ہو مگر باطن ریا کاری اور بے دینی سے بھرے ہیں۔

اے ریا کار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ نبیوں کی قبریں بناتے اور راستبازوں کے مقبرے آراستہ کرتے ہو۔ اور کہتے ہو کہ اگر ہم اپنے باپ دادا کے زمانہ میں ہوتے تو نبیوں کے خُون میں ان کے شریک نہ ہوتے۔ اس طرح تم اپنی نسبت گواہی دیتے ہو کہ تم نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہو۔

(متی باب ۲۲ آیات ۱۳ تا ۳۱)

معزز قارئین! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فکر انگیز بیان میں بتائے گئے یہودی فقیہوں اور فریسیوں کے رنگ ڈھنگ عصر حاضر کے علماء سُوء میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ آج علماء سُوء کا حال بھی یہودی ریا کار فقیہوں اور فریسیوں سے کم نہیں ہے۔

نواز شریف نے عالمی ریکارڈ بنا ڈالا

گزشتہ دنوں نیا گینز ورلڈ ریکارڈ ایڈیشن نمبر ۶۳ ۲۰۱۸ء منظر عام پر آیا ہے۔اس کتاب میں دنیا بھر سے ہزاروں غیر معمولی ریکارڈ شامل ہیں مثلاً ۱۸ فٹ لمبے ناخنوں والی خاتون، سب سے لمبی دُم والی بلی، سب سے زیادہ سیب منہ سے اٹھانے والا شخص، وین میں ۵۰ آدمیوں کا سوار ہونا، سب سے لمبی پلکوں والی چینی خاتون اور پچاسی سالہ باڈی بلڈر، ان سب نے گنیز ریکارڈ بک میں اپنی غیر معمولی کارکردگی کی بدولت نام درج کرائے ہیں۔

پاکستان میں بھی سابق وزیر اعظم محمد نواز شریف ابن محمد شریف نے بھی دو انوکھے عالمی ریکارڈ قائم کیے ہیں۔نواز شریف دنیا کے پہلے وزیر اعظم ہیں جو تین بار منتخب ہوئے، تینوں بار موصوف کو ان کے عہدے سے ان کے عہدہ کی مدت مکمل ہونے سے قبل ہی ہٹا دیا گیا۔ پہلی بار غلام اسحاق خان نے بدعنوانی کے الزام میں برطرف کر دیا۔یعنی آپ نومبر ۱۹۹۰ء تا جولائی ۱۹۹۳ء وزیر اعظم رہے۔دوسری بار نواز شریف کو سابق صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے برطرف کیا، ان کا قصور افواج پاکستان سے پنگا لینا تھا، انہیں طیارہ کیس میں گرفتار کر لیا گیا اور اٹک جیل میں بند کر دیا گیا۔کہا جاتا ہے کہ انہیں نا صرف ہتھکڑی لگائی گئی بلکہ اس ہتھکڑی کو جہاز کی سیٹ کے ساتھ بھی باندھا گیا۔دوسری بار موصوف کو فروری ۱۹۹۷ء تا ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء حکومت کرنے یعنی وزیر اعظم رہنے کا موقع ملا۔تیسری بار سپریم کورٹ پاکستان نے انہیں اقامہ رکھنے اور بیٹے کی ملازمت کر کے تنخواہ نہ لینے پر نااہل قرار دے دیا۔آپ ۲۰۱۳ء تا ۲۰۱۷ء تک وزیر اعظم رہے۔

قارئین! دوسرا عالمی ریکارڈ نواز شریف صاحب نے یہ بنایا ہے کہ وہ دنیا کے پہلے اور شاید آخری شخص ہیں جو نا اہل ہونے کے بعد بھی پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی حکمران پارٹی کے سربراہ آئینی طور پر بن گئے ہیں۔اور یہ دنیا میں پہلی بار ہوا ہے کہ وہ شخص جسے سپریم کورٹ نے نااہل قرار دیا ہو وہ نااہل ہونے کے باوجود سیاسی جماعت کا اہل سربراہ ہوا ہو۔

نواز شریف کی قسمت کا ستارہ ضیاء الحق نامی آمر کے زمانے میں چمکا تھا، ذوالفقار علی کو تختہ دار پر ججوں کی مدد سے پہنچانے والا آمر نواز شریف کے لیے انتہائی نرم گوشہ رکھتا تھا ایک بار اس آمر نے اپنے چہیتے نواز شریف سے کہا تھا کہ میری عمر بھی تجھ کو لگ جائے۔ضیاء الحق کا جل مرنا نواز شریف کے لیے خود مختار سیاست کرنے کا جواز بن گیا۔ضیاء الحق نے جو بھٹو کے ساتھ کیا تھا، نواز شریف کبھی بھی اسے فراموش نہیں کر سکے۔شاید یہی وجہ ہے کہ نواز شریف فوج کو نکیل ڈالنے کی کوشش میں تین بار اقتدار سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔دراصل اس کا باعث خوف نہیں ہے بلکہ مطلق العنان بادشاہت کی شدید ترین خواہش کا ہونا ہے۔افواج پاکستان کے کندھوں پر پاؤں رکھ کر اقتدار کے مزین تخت پر بیٹھنے والے جب اپنے محسنوں کے بازو کاٹنے کی کوشش کرتے ہیں تو مضبوط کندھوں سے جڑے بازو تخت کو تخت نشینوں سمیت اتنی زور سے زمین پر دے مارتے ہیں کہ اس کے ٹکڑے دوبارہ جوڑنے میں کئی برس درکار ہوتے ہیں۔اور ٹوٹے پھوٹے تخت کے ٹکڑے جوڑنے کے لیے نواز شریف پھر سرگرم ہو چکے ہیں، اور ایسا چوتھی بار کیلیے ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ نواز شریف جب تخت نشین ہوتے ہیں تو انہیں خاکی وردی والے جنرل ہی برے نہیں لگتے بلکہ مولوی کی گود میں بیٹھ کر مولویوں کو ’’چونڈیاں‘‘ کاٹنا بھی انہیں اچھا لگتا ہے۔ مثلاً ممتاز قادری کی پھانسی، عبدالسلام سینٹر فار فزکس، دیوالی، ہولی کی چھٹی۔

آوارگانِ دشتِ خار (قسط 11)

جہاں عصرِ حاضر کے مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھ کر ہر اُس مسلمان کا دِل خُون کے آنسو رو رہا ہے جس کے بدن میں اللہ اور اُس کے رسول کی محبت خُون کی طرح دوڑ رہی ہے وہاں علماء سُوء جو اُمّت مسلمہ کو اِس نہایت دردناک صورت حال سے دوچار کرنے والے ہیں نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ اصلاحِ اُمّت کے نام پر فرقہ بازی اور تکفیر بازی کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں، اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر خُون کی ہولی کھیل رہے ہیں۔ اِن اسلام کے جھوٹے ٹھیکیداروں کی بے لگام تحریروں اور تقریروں نے جہاں کلمہ طیّبہ پڑھنے والوں کو کُفر کی بھٹی میں جھونک دیا ہے وہیں ایک دوسرے کے خُون کے پیاسے بھی بنا دیا ہے۔ کل تک یہ فرقہ بازی کے مقابلے مولانا لوگ اپنی اپنی مسجدوں میں کیا کرتے تھے یا موٹی موٹی کتابیں تحریر کی جاتی تھیں جو کُفر کے فتووں، بُرے الفاظ اور اخلاقی گراوٹ کا شاہکار ہوتی تھیں۔ اب یہ کارِ گناہ اسلام کے نام پر بنائے جانے والے ٹی وی چینلز پر بھی ہو رہا ہے۔ آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا ان نام نہاد مولویوں کا جو اُمتِ مسلمہ کو گُھن کی طرح کھا رہے ہیں۔ جو جُبے اور دستار میں ملبوس عالموں کے بھیس میں عامتہ الناس کو گُمراہ کر رہے ہیں کبھی فرقوں کے نام پر، کبھی عقیدوں کے نام پر اور کبھی سیاست کے نام پر۔ اور آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا اُن مذہبی جنونیوں کا جو اپنی پسند کا اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں تا کہ انسانوں کی گردنیں مذہب کے نام پر کاٹی جا سکیں۔ آوارگانِ دشتِ خار لکھنے کا مقصد اُن عوامل اور مذہبی جنونیوں کے چہرے سے نقاب اُٹھانا ہے جنکی تفسیروں اور تقریروں نے اُمّتِ مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور جن کی تفرقہ بازیوں نے کلمہ گو مسلمانوں کی اخوت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا اُن نام نہاد علماء کا، پیروں کا اور اُن نام کے مسلمانوں کا جو بد دیانتی اور نا انصافی کرتے ہیں اور دم بھرتے ہیں اسلام کا۔ آوارگانِ دشتِ خار لکھنے کا مقصد قطعاً کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں ہے، صرف اور صرف اصلاح احوال کے لیے کوشش کرنا ہے۔

پاکستان کا مطلب کیا؟

امیرِ تنظیمِ اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اپنی کرتوتوں کے سبب ہم بھوک اور خوف کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ مسلم لیگ نے پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ لگا کر پاکستان کا مطالبہ کیا۔ ہم اللہ اور رسولؐ سے کیے گئے وعدے سے منحرف ہو گئے تو اللہ نے بھی ہم سے رُخ پھیر لیا۔ آج حالت یہ ہے کہ ہم دنیا میں ذلیل و رسوا ہو چکے ہیں اور ہماری سلامتی پر ایک بڑا سوالیہ نشان لگ چکا ہے۔

معزز قارئین! ذلیل و رسوا ہونے کی وجہ جھوٹ جیسے خبیث بت کی پوجا ہی تو ہے۔ حافظ عاکف سعید نے بھی اس جھوٹ کو دہرایا ہے۔ ان کے اس جھوٹ کا پول مسلم لیگی لیڈر اور سابقہ صوبائی وزیر قانون اور داغوں کی بہار کے عنوان سے اپنے نوائے وقت میں شائع ہونے والے کالموں کا مجموعہ شائع کرنے والے محبّ وطن جناب ملک غلام نبی نے اپنی کتاب قصہ ایک صدی کا میں پاش پاش کیا ہے۔ آپ پاکستان میں پہلی آل پاکستان مسلم لیگ کونسل کے اجلاس جو ۱۴ دسمبر ۱۹۴۷ء کو دینا حال کراچی میں قائد اعظم کی صدارت میں پہلا اور آخری اجلاس ہوا تھا، لکھتے ہیں:۔

’’اس اجلاس میں ایک ہلکی پھلکی داڑھی والے حضرت جن کے نام کے ساتھ شاید بہاری بھی لگا ہوا تھا اٹھے اور قائداعظم سے استفسار کیا کہ قائداعظم ’’ We have been telling the people ‘‘ پاکستان کا مطلب کیا ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ اس پر قائداعظم نے فرمایا:۔

‘‘Sit down, sit down, neither I, Working Committee, nor the Council of the All India Muslim League has ever passed such a Resolution wherein I was committed to the people of Pakistan.

پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ

ہاں البتہ آپ نے چند ووٹ حاصل کرنے کے لیے لگایا ہوگا۔‘‘

(خود نوشت ’’ایک صدی کا قصہ‘‘ از ملک غلام نبی۔ شائع کردہ سنگ میل۔ صفحہ ۱۰۶۔ اشاعت ۲۰۰۴ء)

جماعت اسلامی اور لبیک یا رسول اللہ

جماعت اسلامی جو کافی پرانی مذہبی سیاسی جماعت ہے۔ آج کل مولانا سراج الحق صاحب اس جماعت کی قیادت کر رہے ہیں۔ موصوف نے جب سے قیادت سنبھالی ہے احتجاج ہی کر رہے ہیں۔ روہنگیا مسلمانوں پر مظالم دیکھ کر انہیں احتجاج کا ایسا بخار ہوا ہے کہ اترتا ہی نہیں۔ کسی زمانے میں کراچی جماعت

اسلامی کی دسترس میں تھی، تب انہیں روہنگیا مسلمانوں کے جو کراچی میں آباد ہیں دکھ دکھائی نہیں دیے۔

جماعت اسلامی نے سب سے پرانی جماعت ہونے کے باوجود کچھ کام نہیں کیا سوائے احتجاجوں اور ڈنڈے کھانے کے۔اب تو یوں لگتا ہے کہ اس جماعت کو سوائے احتجاج اور ڈنڈے کھانے کے سب کچھ بھول چکا ہے۔اس کی دلیل حلقہ این اے ۱۲۰ میں ہونے والے الیکشن کا نتیجہ ہے۔جماعت اسلامی جیسی قدیم جماعت جو سارا سال خبروں میں رہتی ہے بمشکل پانچ سو اور کچھ اوپر ووٹ لے پائی ہے، جسے انتہائی مایوس کن سمجھا جارہا ہے۔اس قدیم اسلامی جماعت کے بالمقابل ایک بالکل نئی نئی پیدا ہونے والی پارٹی لبیک یا رسول اللہ تھی جس نے سات ہزار سے اوپر ووٹ لے کر تمام مذہبی سیاسی پارٹیوں کو شرمندہ کر دیا ہے۔پاکستانی قوم کے لیے شرمندگی کا باعث یہ ہے کہ ایسی پارٹی کو زیادہ ووٹ ملے جس نے ممتاز قادری جیسے بدنام قاتل کا نعرہ لگا کر الیکشن میں حصہ لیا تھا۔جس طرح سرکاری وسائل کو بعض سیاستدان نہایت بے دردی سے استعمال کرتے ہیں اسی طرح این اے ۱۲۰ میں قائم سینکڑوں مساجد اور مدارس کو سیاسی سرگرمیوں کے لیے استعمال کیا گیا۔مساجد و مدارس کی دیواریں مولانا حضرات کی تصاویر والے پوسٹروں سے اٹی پڑی تھیں، ممتاز قادری ان میں نمایاں کردار تھا۔

لاہور کے ایک ہی حلقہ میں ممتاز قادری جیسے قاتل جسے قانون نے پھانسی کی سزا دی تھی کے غیر اسلامی اقدام پر ۷۰۰۰ لوگوں کا اعتماد کرنا، حیرت اور صدمے سے دوچار کرنے والا سمجھا جارہا ہے ۲۰۱۸ء کے عام انتخابات کیلیے بھی لبیک یا رسول اللہ پر عزم ہے۔

نکاح خواں خواتین

سعودی عرب علماء سپریم کونسل کے رکن و ممتاز عالم دین شیخ عبد اللہ المنیع نے سرکاری ٹی وی پر آن لائن فتویٰ دیتے ہوئے کہا ہے کہ عام طور پر نکاح خواں کو قاضی یا عالم دین ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے حالانکہ نکاح خواں کا اصل کام شادی کو رجسٹرڈ کرنا ہے نہ کہ شادی کرانا۔اس لحاظ سے خواتین کا نکاح خواں بننے میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔شریعت میں نکاح خواں کے بغیر بھی شادی ہو سکتی ہے۔بشرطیکہ دلہن کا ولی اور گواہان موجود ہوں۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ لندن ۱۳ اپریل ۲۰۱۷ء)

احتجاج

کراچی الیکٹرک کے خلاف مولانا سراج الحق اور ان کے ساتھی احتجاج کرنے جارہے تھے۔پولیس نے جماعت اسلامی کے درجنوں کارکن گرفتار کر لیے اور پکڑ دھکڑ کے دوران کئی کارکن زخمی بھی ہوئے۔اس کاروائی پر سراج الحق نے کہا کہ اگر کارکن رہا نہ کیے گئے تو احتجاج کیا جائے گا۔

معزز قارئین! یوں تو احتجاج کرنا اور ڈنڈے کھانا جماعت اسلامی کی پرانی عادت ہے مگر مولانا سراج الحق کی امارت میں جماعت اسلامی کا اوڑھنا بچھونا ہر بات پر احتجاج کرنا ہی ہوگیا ہے۔اگر جماعت اسلامی کے احتجاجوں کا ریکارڈ اکٹھا کیا جائے تو ہمیں یقین ہے کہ اس حوالے سے اس کا دنیا کی ریکارڈ کی کتاب میں نام ضرور شامل کر لیا جائے گا۔

شیرون مسیح کا قتل

۳۰ اگست ۲۰۱۷ء کو نویں کلاس کا ۱۷ سالہ طالب علم شیرون مسیح مذہبی نفرت کی بھینٹ چڑھ گیا۔شیرون مسیح کو بورے والا کے ایم سی پبلک ہائی اسکول میں ہم جماعت لڑکوں نے قتل کر دیا۔

شیرون مسیح کے ایک ساتھی طالب علم کے مطابق رضا نامی لڑکے اور اس کے ساتھیوں نے شیرون سے کہا کہ کلاس روم سے نکل جاؤ کیونکہ تم پلید ہو۔جب شیرون اسکول میں رکھے پانی کے مٹکے سے پانی پینے لگا تو اس سے گلاس چھین لیا۔اس کے پیٹ پر ٹانگیں ماریں اور اینٹ کا وار بھی کیا جس سے شیرون مرگیا۔

معزز قارئین! شیرون مسیح کے قتل کے پیچھے چھپے محرکات کو نظر انداز کرتے ہوئے ، وفاقی وصوبائی حکومتوں، پولیس ، اساتذہ، نام نہاد دانشوروں اور پاکستان کو بدنامی سے بچانے والے نام نہاد پاکستان کے خیر خواہوں نے اس قتل کو مذہبی منافرت کی بجائے طالب علموں کی آپس کی لڑائی قرار دے کر میڈیا کو آڑے ہاتھوں لیا ہے اور پاکستانی میڈیا نے بھی ہار مان لی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد مولویوں اور نام کے مسلمان خود کو آسمان سے اتری پاک مخلوق خیال کرتے ہیں اور شودروں سے بھی بدتر سلوک غیر مسلموں سے کرتے ہیں۔نفرت کی جس قدر بھی قسمیں دنیا میں پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب پاکستان میں موجود ہیں۔ وہ لیڈران جو اس واقعہ کو مذہبی منافرت کا شاخسانہ قرار نہیں دیتے ان کی آنکھیں تو مشال کے قتل پر بھی بند ہی رہیں۔مشال قتل کیس کی پیروی کے لیے ایک وکیل بھی مہیا نہ کر سکے۔غیر مسلموں سے نفرت کا حال چھوڑیے ۔مسلمانوں کی آپس میں نفرت اور عداوت کے قصے شب و روز دنیا سنتی ہے اور کانوں کو ہاتھ لگاتی ہے۔پاکستان میں سچ کو جھوٹ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے مگر دنیا جھوٹ کو جھوٹ ہی سمجھتی ہے۔اس عاجز نے اسکولوں اور دفاتر اور گھروں میں مذہبی منافرت کے نظارے سینکڑوں مرتبہ دیکھے ہیں۔اسکولوں میں استاد بھی غیر مسلم طلبا سے امتیازی سلوک کرتے ہیں ، کسی استاد سے پوچھیں تو صحیح کہ کیا وہ غیر مسلم کے استعمال شدہ گلاس میں پانی پی سکتا ہے؟ جن مسلمانوں کا غیر مسلموں سے چھو جانا وضو کے ٹوٹنے کا باعث بن جاتا ہو وہاں صرف نفرت کے کانٹے ہی اگتے ہیں۔پاکستان میں مذہب، برادری اور رتبہ دیکھ کر نفرت یا محبت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ بہر حال ہم شیرون مسیح کی کم عمری کی موت پر سوائے ندامت اور دکھ کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔اللہ تعالیٰ شیرون مسیح کی مغفرت فرمائے اور اس کے والدین اور دوسرے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حکومت پاکستان کو بھی نفرت جیسے خبیث تناور درختوں کو اکھاڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

مولانا اعظم جہانگیری کی گرفتاری

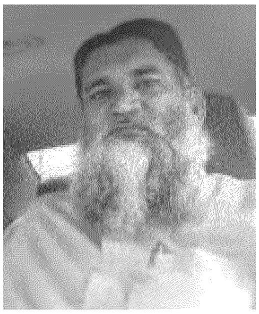

جمعیت علماء اسلام حیدر آباد کے راہنما و ترجمان مولانا اعظم جہانگیری کو قاسم آباد میں واقع ان کے گھر سے رینجرز اور پولیس کے اہلکاروں نے ۲۹ ستمبر کو رات ڈیڑھ بجے دہشت گردی کے الزام میں گرفتار کر لیا۔اہل خانہ کے مطابق گرفتاری سے قبل مولانا سے ان کے دورہ بلوچستان کے متعلق پوچھا گیا تھا۔

حافظ سعید شراب پیتے ہیں؟

پاکستان کے نئے نئے بننے والے وزیر داخلہ خواجہ آصف نے نیویارک میں ایشیا سوسائٹی کے ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے حقانی نیٹ ورک اور حافظ سعید اور دیگر کے متعلق کہا تھا کہ:

’’یہ وہ لوگ ہیں جو بیس سے پچیس سال قبل کبھی امریکہ کے لاڈلے تھے اور وائٹ ہاؤس میں دعوتیں اڑایا کرتے تھے۔یہ کہنا بہت آسان ہے کہ پاکستان حقانی اور حافظ سعید کو تحفظ فراہم کر رہا ہے، پاکستان پر طالبان پرستی کا الزام نہ لگایا جائے۔‘‘ اور یہ بھی کہہ دیا کہ ’’حافظ سعید شراب پیتے ہیں۔‘‘ (روزنامہ پاکستان ۳۰ ستمبر)

حافظ سعید نے ان الزامات کی تردید کرتے ہوئے خواجہ آصف کے خلاف ہتک عزت کا قانونی نوٹس بھجوا دیا ہے جس میں دس کروڑ روپے ہرجانہ دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔انہوں نے چودہ دنوں میں الزامات کا ثبوت بھی مانگا ہے۔معزز قارئین! ہم نہیں جانتے کون سچا ہے؟ مگر جس کی عزت گئی، رقم سے واپس نہیں آتی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ایچ آئی وی

نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام کے ایک سروے کے مطابق ملک میں ایچ آئی وائی ایڈز کے مریضوں کی تعداد ایک لاکھ بتیس ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ پنجاب میں ساٹھ ہزار، سندھ میں ۵۲ ہزار، کے پی کے میں ۱۱ ہزار اور بلوچستان میں تین ہزار اور صرف اسلام آباد میں ۶ ہزار کیس رپورٹ ہوئے ہیں۔

پلاسٹک کا نوٹ

برطانیہ میں حال ہی میں جاری ہونے والے پانچ POUNDS کے نوٹ پر سر ونسٹن چرچل کی تصویر کے ساتھ ایک فقرہ بھی لکھا ہے۔

I have nothing to offer but blood, toil, tears and sweat.

بینک آف انگلینڈ نے یہ نوٹ ۱۳ ستمبر کو متعارف کروایا۔ اس نوٹ کی خاص بات یہ ہے کہ اسے پلاسٹک پر پرنٹ کیا گیا ہے۔ اس کا سائز گزشتہ نوٹ سے ۱۵ فیصد چھوٹا ہے۔ polymer notes کی تیاری پر ستر ملین پونڈز خرچ ہوئے۔ ۳۲۹ ملین کے نوٹ اس وقت زیر گردش ہیں۔ یہ نوٹ دھویا بھی جا سکتا ہے، واشنگ مشین بھی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

سعودی ردِ عمل

گزشتہ سال ہندو بنیاد پرست وزیر اعظم نریندرا مودی کو اعلیٰ ترین سول ایوارڈ سے نوازنے والے اور مسئلہ کشمیر اور کشمیریوں پر بہیمانہ تشدد پر خاموش رہنے والے سعودی عرب نے قطر سے مطالبہ کیا تھا کہ الجزیرہ ٹی وی کی نشریات بند کر دی جائیں۔ قطر نے انکار کر دیا۔ سعودی عرب نے ردِ عمل کے طور پر سعودی عرب نے تمام قطریوں اور ان کے خاندانوں اور ناچنے والے پندرہ ہزار اونٹوں کو ملک بدر کر دیا۔

مولانا سراج الحق نے خوب کہا ہے کہ سعودی عرب اور پاکستان یک جان دو قالب ہیں۔

مساجد اور سیاست

لبیک یا رسول اللہ پارٹی کے امیدوار علامہ خادم حسین رضوی نے سات ہزار سے زائد ووٹ حاصل کر کے حلقہ این اے ۱۲۰ کے انتخاب میں تیسری پوزیشن حاصل کر لی۔ ڈان اخبار اس ضمن میں لکھتا ہے:۔

The by-election also saw revival of the use of places of worship for politicking as the candidates backed by the MML and LBY made mosques as their "base camps" for their electioneering.

Allama Khadim Hussain Rizvi-led LYR, which belongs to the Barelvi school of thought, fully took advantage of 100-plus mosques in the area for Azhar Husain's campaign.Allama Rizvi used harsh language against the ruling PML-N for hanging Mumtaz Qadri.

The MML made Masjid Al-Qadisia, the JuD headquarters which also happens to be situated in the very constituency, as its main election office. It also made use of other mosques of the Ahle Hadith school of thought, around 40 in number, in the area for seeking votes for Yaqoob Sheikh, who bagged 5,822 votes to stand fourth.

(بشکریہ ڈان پاکستان ۱۹ ستمبر ۲۰۱۷ء)

مہاجر روہنگیا مسلمان

برما کے مغربی صوبے راکھین میں روہنگیا مسلمانوں کی آبادی دس لاکھ تھی، انہیں میانمار میں غیر قانونی بنگلا دیشی مہاجر مانا جاتا ہے۔

اس صوبے سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۵ لاکھ روہنگیا مسلمان بنگلا دیش میں قائم مہاجر کیمپ میں موجود ہیں۔اسی طرح روہنگیا مسلمان ہندوستان، ملائشیا، انڈونیشیا، سعودی عرب اور پاکستان میں زبوں حالی کا شکار ہے۔ پاکستان میں نصف صدی پیشتر آنے والے تین لاکھ سے زائد روہنگیا مسلمان رُل رہے ہیں۔

رابندرناتھ ٹیگور

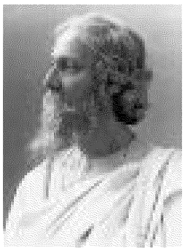

بنگلہ زبان کے نوبل انعام یافتہ شاعر، فلسفی اور افسانہ وناول نگار رابندرناتھ ٹیگور (۱۸۶۱ء تا ۱۹۴۱ء) کے سیکولر خیالات کی بنا پر حکومت پاکستان نے ۷۰ کی دہائی میں پاکستان میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے اس کی شاعری کی نشرواشاعت پر پابندی لگا رکھی تھی۔

بڑے لوگ بڑی باتیں

بقراط نے قانون بنایا تھا کہ کوئی شخص جس کے اخلاق اچھے نہ ہوں اسمبلی میں تقریر نہ کر سکے گا۔

کنفیوشس نے کہا تھا کہ جابرانہ حکومت شیر سے بھی زیادہ خوفناک ہوتی ہے۔

خلیل جبران نے کہا ہے کہ ''وہ گروہ جو اخلاق حسنہ کو اس طرح استعمال کرتا ہے جس طرح ایک عمدہ پوشاک، اس گروہ کے سب لوگ اگر ننگے ہی رہیں تو بہتر ہے، تاکہ ہوا اور سورج ان کی کھال میں سوراخ کر دیں۔''

کیکاؤس کا کہنا ہے کہ ''یہ ایک انتہائی شرم ناک بات ہے کہ رکھوالے کے لیے بھی رکھوالے کی ضرورت ہو۔''

افلاطون کا کہنا ہے کہ ''جمہوریت میں کم و بیش ہر چیز کا انتظام وانصرام نکھٹوؤں کے ہاتھ ہی میں ہوتا ہے۔''

صدر پاکستان ممنون حسین نے کہا ہے کہ ''کرپٹ لوگوں کے چہروں پر نحوست آ جاتی ہے۔ کرپٹ لوگوں پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔ پانامہ لیکس قدرت کی طرف سے آئی ہیں۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑا اور کوئی سپر کرپٹ ہے۔ پانامہ لیکس قدرت کی طرف سے لاٹھی ہے۔''

اور میرے ایک دوست کا خیال ہے کہ ''نام نہاد مولوی اُس آئٹم گانے سے بھی بدتر ہیں جسے گندگی کے باعث فارورڈ کر دیا جاتا ہے۔''

الہامی ترکیب وترتیب

مصنف ''المودودی'' نعیم صدیقی صاحب لکھتے ہیں:۔

مولانا (مودودی) کی رائے میں پان کی ترکیب وترتیب الہامی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ذرا اس کے اجزاء کے تنوع اور ان کی باہمی مغائرت کو دیکھیے۔ کہاں کہاں سے یہ اجزاء لا کر جوڑ ملائے جاتے ہیں۔ انسانی ذائقہ محض عقل کی راہنمائی سے کہاں یہ ترکیب پیدا کر سکتا ہے۔

روح

عبرانی رواح کو سنسکرت میں آتما، عربی میں روح، یونانی میں Payche اور لاطینی میں Anians کہا جاتا ہے۔ اور ان سب کے معنی ہوا کا جھونکا ہیں۔ جب قدیم عہد کے وحشیوں کو چھینک آتی تھی تو وہ خوف اور دہشت سے لرز اٹھتے تھے، وہ سمجھتے تھے کہ ان کی روح نتھنوں کے راستے سے نکل بھاگے گی۔ آج بھی چھینک آنے پر دعا دی جاتی ہے۔ چھینک آنے پر ہندو کہتے ہیں جے نارائن، عیسائی کہتے ہیں God bless you اور مسلمان کہتے ہیں یرحمک اللہ۔

ایک اپشند میں لکھا ہے کہ ''سوئے ہوئے شخص کو جھنجوڑ کر مت جگاؤ۔ اس طرح اندیشہ ہے کہ اس کی ادھر ادھر بھٹکتی ہوئی روح واپس جسم میں نہیں آ سکے گی اور وہ کسی لاعلاج مرض میں مبتلا ہو جائے گا۔'' مصریوں کا عقیدہ تھا کہ انسانی روح ۳ ہزار برس ادھر ادھر چکر لگانے کے بعد دوبارہ اپنے جسم میں لوٹ آتی ہے۔ اس کے انتظار میں جسم کو ممّی بنا کر محفوظ کیا جاتا تھا۔ ہڑپہ اور موہنجودڑو کے باشندوں کا عقیدہ تھا کہ انسان کی روح موت کے بعد کسی جانور یا درخت میں چلی جاتی ہے۔ برصغیر کے دیہات میں بعض عورتوں کے خیال میں جو عورت وضع حمل کے وقت مر جائے وہ چڑیل بن جاتی ہے۔ عرب سمجھتے تھے کہ اگر مقتول کا انتقام نہ لیا جائے اس کی روح چلاتی پھرتی ہے۔ ہندو آریاؤں نے اس خیال پر جزا سزا کا پیوند لگایا اور نئے قالب کیلیے نیک وبد اعمال کی شرط لگائی۔

شیخ امام بخش ناسخ

زندگی زندہ دلی کا ہے نام | مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

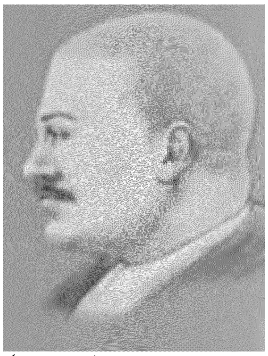

شیخ امام بخش ناسخ ۵ یا ۷ محرم ۱۱۸۵ھ یعنی ۱۷۷۱ء کو فیض آباد میں پیدا ہوئے تھے۔آپ کے والد کا نام شیخ خدا بخش لاہوری تھا۔والد کی وفات کے بعد جب وراثت کا مسئلہ جب ناسخ اور آپ کے بھائیوں کے درمیان پیدا ہوا تو آپ نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ مجھے جائداد نہیں چاہیے بس گزر اوقات کے لیے کچھ دے دیا جایا کرے۔کہا جاتا ہے کہ آپ کے بدنیت چچا نے آپ کو زہر بھی دیا تھا۔ناسخ کو بیسنی روٹی بہت پسند تھی، زہر روٹی میں ملایا گیا تھا۔اس واقعہ کے بعد بذریعہ عدالت آپ کو جائیداد بھی مل گئی۔

ناسخ اخلاقاً خوش طبع اور مہذب تھے۔ناسخ خوبصورت جوان تھے، بدن کشرتی اور پھرتیلا تھا۔مولانا آزاد لکھتے ہیں کہ پہلوان سخن کو ابتدائے عمر سے ورزش کا شوق تھا۔خود ورزش کرتے تھے بلکہ احباب کے نوجوانوں میں جو حاضر خدمت ہوتے اور ان میں سے کسی ہونہار کو ورزش کا شوق دیکھتے تو خوش ہوتے۔۱۲۹۷ ڈنٹر کا معمول تھا کہ ''یا غفور'' کے عدد ہیں، یہ وظیفہ قضا نہ ہوتا تھا۔البتہ موقع اور موسم پر زیادہ ہو جاتے تھے۔انھیں جیسا ریاضت کا شوق تھا ویسا ہی ڈیل ڈول بھی لائے تھے۔بلند و بالا فراخ سینہ، منڈھا ہوا سر، کھاردے کا لنگ باندھے بیٹھے رہتے، جیسے شیر بیٹھا ہے۔جاڑے میں تن زیب کا کرتا، بہت ہوا تو لکھنو کی چھینٹ کا دوہرا اُگرتا پہن لیا۔

اوائل عمری سے ناسخ کا رجحان شعر کی طرف تھا۔فیض آباد میں نواب محمد تقی خاں کے دربار میں رسائی کی وجہ ان کا بانکا پن تھا۔ان دنوں امراء کو ترچھے بانکے ملازمین کو اپنے ہاں رکھنے کا شوق تھا۔بعد میں لکھنؤ میں میر کاظم علی رئیس کے دامن دولت سے وابستہ ہو گئے۔ان کی مالی مشکلات میر کاظم علی رئیس سے ملنے والی کچھ جائیداد نے دور کر دی تھیں۔ناسخ فطری طور پر موزونئ طبع رکھتے تھے۔مگر ان کی علمی استعداد میں اضافہ لکھنؤ میں ہوا۔ناسخ نے باقاعدہ کسی کے سامنے زانوئے ادب تہہ نہیں کیا، ہاں مصحفی کی صحبت سے ضرور فیض یاب ہوتے رہے۔

امراء سے تعلقات کشیدہ ہونے کی وجہ سے ناسخ کو کئی بار لکھنؤ چھوڑنا پڑا۔ناسخ نے لکھنؤ سے جلاوطن ہونے کے بعد کانپور، بنارس، عظیم آباد رہے اور ہر بار الہ آباد سے ہو کر ان شہروں میں آئے اور گئے۔ناسخ خود کہتے ہیں

ہر پھر کے دائرے ہی میں رکھتا ہوں میں قدم
آئی کہاں سے گردشِ پرکار پاؤں میں

ناسخ کی شاعرانہ شخصیت اپنے عہد میں ادبی مطلق العنان کی تھی جس نے نا صرف اپنے عہد کو متاثر کیا بلکہ اس کے اثرات ما بعد تک قائم رہے اور اس کا رنگِ سخن عرصہ دراز تک پورے ملک کے شعری مزاج کا خاصا بنا رہا۔ناسخ نے اصلاح زبان کا کام بڑی سرگرمی سے کیا ہے۔انہیں مصلح زبان بھی کہا جاتا ہے۔ناسخ کے دور سے لے کر اب تک اردو زبان کا جو ڈھانچہ مرتب ہو چکا ہے اس میں قواعد کے لحاظ سے کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی لہذا آج بھی زبان اردو ناسخ کے سلسلہء اصلاحات کی ممنون احسان ہے اور رہتی دنیا تک رہے گی۔ناسخ کے اصلاحی کام کے متعلق مرزا اسد اللہ خاں غالب فرماتے ہیں:۔

”زبان کو اگر زبان کر دکھایا تو لکھنؤ والوں نے اور لکھنؤ میں بھی ناسخ نے۔“ مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: ”ہم فقیر لوگ اعلان کلمتہ الحق میں بے باک اور گستاخ ہیں۔ شیخ امام بخش ناسخ طرز جدید کے موجد اور پرانی ناہموار روش کے ناسخ ہیں۔“

مَیں نہیں ناسخ تو کیا تاریک ہے
شمع ہوں مَیں انجمن ہے لکھنؤ

شیخ امام بخش ناسخ نے ۱۶ اگست ۱۸۳۸ء یعنی ۱۲۵۴ھ کو لکھنؤ میں وفات پائی، ٹکسال میں تدفین ہوئی۔ ان کے کلیات میں غزلیں، رباعیاں، قطعات، تاریخیں اور پانچ مثنویاں شامل ہیں۔

تیرہویں صدی ہجری کے آغاز پر ناسخ کی شاعری کا طوطی بولتا تھا، انہیں دنوں ناسخ نے ایک مشہور قصیدہ میں ولادت مہدی علیہ السلام کا ذکر نہایت زوردار الفاظ میں کیا تھا۔ اس نادر قصیدہ کے بعض اشعار بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔ فرماتے ہیں:

ہو مبارک قائم آلِ عبا پیدا ہوا
مہدیِ ہادی امامِ ما سوا پیدا ہوا

تھا اُسی کا نُور جو سجدہ فرشتوں نے کیا
ابتدا و انتہا کا پیشوا پیدا ہوا

خضر و الیاس و مسیحا بھی کریں گے اقتدا
آج وہ لُطفِ خُدا سے مقتدا پیدا ہوا

سُنتے ہیں مُردے جو ہیں زندہ کرے گا ایکدن
وہ امامِ آخریؑ معجز نما پیدا ہوا

اوّل و آخر کی نسبت ہو گئی صادق یہاں
صورتِ معنی شبیہِ مصطفیٰ پیدا ہوا

اب رہا باقی نہ طوفانِ حوادث کا خطر
کشتیِ ارض و سماء کا نا خُدا پیدا ہوا

دیکھ کر اس کو کریں گے لوگ رجعت کا گماں
یوں کہیں گے معجزے سے مصطفیٰ پیدا ہوا

مژدہ باد اے دل امیر المومنین پیدا ہوا
عرش کی کرسی نشیں کا جانشیں پیدا ہوا

کیا سلیمانؑ اور کیا مہرِ سلیماں۔ مومنو!
خَاتَمِ خَتمِ نبوّت کا نگیں پیدا ہوا

(دیوانِ ناسخ جلد دوم صفحہ ۵۴، ۵۵ مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۹۲۳ء)

نمونہ کلام: امام بخش ناسخ۔ انتخاب پیشوا انٹرنیشنل ڈیسک

کیسی تخفیف اے طبیبو فصل گل آنے تو دو
پھر وہی میرے جنوں کا ولولا ہو جائے گا

پوچھیئے ان سے کفن کو بھی بدل سکئے گا
روز پوشاک پہنتے ہیں جو سردار نئ

جو ہوا دنیا میں پیدا فی الحقیقت مر گیا
آدمی کو جامہ ء ہستی کفن سے کم نہیں

وہ دن گئے کہ ہاتھ میں رکھتے تھے پھول ہم
ناسخ چبھے اب اس کے عوض خار پاؤں میں

انسان دل میں کہتا ہے حسرت سے مرتے دم
تنہا عدم کو ہم چلے دنیا میں سب رہے

کی ہے خیالِ زلف میں سب زندگی بسر
گویا کہ ہم جہان میں بس ایک شب رہے

جب کہ بیت اللہ میں ناسخ بتوں کا ہو مقام
بار کیونکر ہو نہ بزم یار میں اغیار کو

دو روز ایک وضع پہ رنگ جہاں نہیں
وہ کون سا چمن ہے کہ جس کو خزاں نہیں

دشمن اگر وہ دوست ہوا ہے تو کیا عجب
یاں اعتماد دوستی ء جسم و جاں نہیں

چاک کرنے کے لیے اے ناصح
ہم گریباں سیا کرتے ہیں

زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

سنگ اسود بھی ہے بھاری پتھر
لوگ جو چوم لیا کرتے ہیں

دفن محبوب جہاں ہیں ناسخ
قبریں ہم چوم لیا کرتے ہیں

انجام کو کچھ سوچو کیا قصر بناتے ہو!
آباد کرو دل کو تعمیر اسے کہتے ہیں

کسی کا کب کوئی روز سیہ میں ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انساں سے

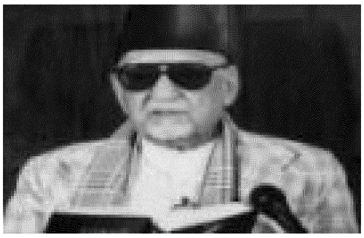

’’مَیں داتا کے دربار تک آ گیا ہوں‘‘

چوہدری محمد علی مضطرؔ

محبت کے اظہار تک آ گیا ہوں
خموشی سے تکرار تک آ گیا ہوں

وہ سورج ہے نکلا ہے مغرب میں جا کر
مَیں سایہ ہوں دیوار تک آ گیا ہوں

مہک ہوں تو مَیں پھیلتا جا رہا ہوں
اگر پھول ہوں خار تک آ گیا ہوں

یہ اعجاز ہے ہجر کا اے شبِ غم !
کہ فرقت سے دیدار تک آ گیا ہوں

نہیں اتنی جرآت کہ در کھٹکھٹاؤں
اگرچہ درِ یار تک آ گیا ہوں

ملاقات کی کوئی صورت تو ہو گی
یہی سوچ کر دار تک آ گیا ہوں

اگر چپ رہا ہوں تو چرچے ہوئے ہیں
ہنسا ہوں تو اخبار تک آ گیا ہوں

بگولوں کا ڈر ہے نہ آندھی کا خطرہ
مَیں اب دشت کے پار تک آ گیا ہوں

ملے نہ ملے ، اس کی مرضی ہے مضطرؔ!
مَیں داتا کے دربار تک آ گیا ہوں

’’نشہ بڑھتا ہے شرابیں جو شرابوں میں ملیں‘‘

احمد فرازؔ

اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

ڈھونڈ اجڑے ہوئے لوگوں میں وفا کے موتی
یہ خزانے تجھے ممکن ہے خرابوں میں ملیں

غمِ دنیا بھی غمِ یار میں شامل کر لو
نشہ بڑھتا ہے شرابیں جو شرابوں میں ملیں

تُو خُدا ہے نہ مرا عشق فرشتوں جیسا
دونوں انساں ہیں تو کیوں اتنے حجابوں میں ملیں

آج ہم دار پہ کھینچے گئے جن باتوں پر
کیا عجب کل وہ زمانے کو نصابوں میں ملیں

اب نہ وہ مَیں نہ وہ تُو ہے نہ وہ ماضی ہے فرازؔ
جیسے دو سایے تمنا کے سرابوں میں ملیں

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہمزباں کوئی نہ ہو

بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے
کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو

پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیمار دار
اور اگر مر جایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

طلسمِ خواہش

''میں چرخہ چاند کے آنگن میں کاتوں''

امتہ الباری ناصر صاحبہ

کبھی شدت سے دل کرتا ہے میرا　　کہ اپنی زندگی میں خود گزاروں
نہ رکھے ہوں ادھورے کام سر پر　　گھڑی کی سوئیوں کو توڑ ڈالوں
نہ کوئی جبر ہو راہوں میں حائل　　میں کھل کے اپنے سب ارماں نکالوں
میں بچوں ، تتلیوں ، پھولوں سے کھیلوں　　میں چرخہ چاند کے آنگن میں کاتوں
جہاں بھی موتیا مہکے میں پہنچوں　　جہاں بھی چاندنی چٹکے میں جاؤں
کبھی تیروں میں اُڑتے بادلوں پر　　فضا کی ساری وسعت دیکھ آؤں
میں کھولوں آنکھ تو وہ سامنے ہو　　جسے دل چاہتا ہے دیکھے جاؤں
میسّر ہوں ملائم نرم لہجے　　وہ بولیں پیار سے ، جن کو پکاروں
کوئی خود دل کو پڑھنا جانتا ہو　　مزا کیا خود سے مَیں سب کچھ بتاؤں
نہ ہو خطرہ کہ دنیا کیا کہے گی　　ترے کوچے میں آؤں اور جاؤں
کھڑے ہوں ہاتھ باندھے حرف و معنیٰ　　میں من چاہے حسیں مضمون باندھوں
میں ہوں ، 'درثمین' ہو اور فرصت　　دل و جاں سے میں اس میں ڈوب جاؤں
مگر ان سب سے بڑھ کے ہے یہ خواہش　　کہ ہر حالت میں راضی برضا ہوں
خدا کے پیار کی نظریں ہوں مجھ پر　　وہ کہہ دے تم سے میں راضی رہا ہوں

''معصومیت سے اپنا سفر ہے گناہ تک''

جمشیدؔ اعظم چشتی۔لاہور پاکستان

اِک دیا کانچ کے ہالوں میں رہا　　رات بھر چاند پیالوں میں رہا
ہجر کی رات کہیں ڈھل بھی گئی　　مَیں گرفتار اُجالوں میں رہا
ایک جھلمل سی سرِ چشم رہی　　ایک بھنور پھول سے گالوں میں رہا
جیسے جنگل میں بھٹک جائے کوئی　　ہاتھ شب بھر ترے بالوں میں رہا
مار ڈالے گی یہ تاریخ مجھے　　مَیں اگر جیتنے والوں میں رہا
مل گیا راہ میں کوئی جمشیدؔ　　گُم کوئی اپنے خیالوں میں رہا

کاہل اور سست لوگوں نے اپنے لیئے ایسے عذر تلاش کر لیئے ہیں جو گناہ سے زیادہ قابل نفرت ہیں۔ خلیل جبران

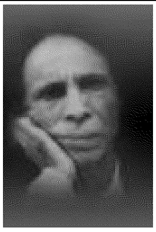

’’بچھڑنا ہے تو جھگڑا کیوں کریں ہم‘‘

جون ایلیاء

نیا اک رشتہ پیدا کیوں کریں ہم
بچھڑنا ہے تو جھگڑا کیوں کریں ہم

خموشی سے ادا ہو رسمِ دوری
کوئی ہنگامہ برپا کیوں کریں ہم

یہ کافی ہے کہ ہم دشمن نہیں ہیں
وفاداری کا دعویٰ کیوں کریں ہم

وفا ، اخلاص ، قربانی ، محبت
اب ان لفظوں کا پیچھا کیوں کریں ہم

ہماری ہی تمنا کیوں کرو تم
تمہاری ہی تمنا کیوں کریں ہم

کیا تھا عہد جب لمحوں میں ہم نے
تو ساری عمر ایفا کیوں کریں ہم

نہیں دُنیا کو جب پروا ہماری
تو پھر دُنیا کی پروا کیوں کریں ہم

یہ بستی ہے مسلمانوں کی بستی
یہاں کار مسیحا کیوں کریں ہم

’’کچھ مجازی خدا کے بارے میں‘‘

بیوی کے آنسو دنیا کی سب سے بڑی آبی قوت ہیں اور اس قوت کا سرچشمہ خاوند ہے۔ جس خاوند کو اس کی بیوی ’’عظیم‘‘ کہے یقین کر لیں اس کا نام عظیم ہوگا۔

شادی کے بعد بندے میں اور کوئی تبدیلی آئے نہ آئے وہ مہمان نواز ضرور ہو جاتا ہے۔ اسی لیے تو بیوی اسے خوش کرنے کے لیے چند ہی مہینوں میں کہنے لگتی ہے کہ ہمارے گھر میں نیا مہمان آنے والا ہے۔ ویسے گھر اچھی جگہ ہے بشرطیکہ کوئی اور جگہ نہ ہو۔ ابتدائی عمر میں بیوی نہ ہو تو بندہ آدھا رہ جاتا ہے اور آخری عمر میں بیوی نہ ہو تو آدھا رہ جاتا ہے۔

جو بیوی اپنے خاوند کی تعریف کرتی ہے اس کے خاوند کے بارے میں تو مَیں کچھ نہیں کہہ سکتا اتنا کہہ سکتا ہوں وہ بیوی قابل تعریف ہے۔ اچھا خاوند وہ ہوتا ہے جس سے شادی کر کے بیوی اتنی ہی خوش ہو جتنی اس سے شادی کرنے سے پہلے تھی اور یہ تبھی ممکن ہے جب خاوند تھوڑا سا بیوی بھی ہو جبکہ آئیڈیل خاوند وہ ہوتا ہے جس کے گھر دو بیویاں ہوں ایک اس کی بیوی اور ایک وہ خود۔

(شیطانیاں از ڈاکٹر محمد یونس بٹ صفحہ ۷)

باتبصرہ خبریں

نااہل وکمینے

دل بغض و حسد سے رنجور نہ کر، یہ نور خدا ہے اسے بے نور نہ کر
نا اہل و کمینے کی خوشامد سے تجھ کو، جنت بھی ملے تو قبول نہ کر

پاکستان کے تیسری بار منتخب ہونے والے وزیراعظم نواز شریف جنہیں سپریم کورٹ نے نااہل قرار دیا تھا، اب وہ انتخابی اصلاحات بل ۲۰۱۷ء کے قانون بن جانے کے بعد مسلم لیگ ن کے نااہل پارٹی سربراہ بن گئے ہیں۔ اور ایسا کرنے سے وہ دنیا کے پہلے نااہل کے ساتھ ساتھ کمینے بھی بن گئے ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ نااہل وزیراعظم، ججوں کو نااہل اور کمینے سمجھتے ہیں اور اپنے دل کو نور خدا سمجھتے ہیں۔ جج نااہل و کمینے ہیں یا نواز شریف اس کا فیصلہ کبھی نہ ہو سکے گا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ ججوں کو نااہل اور کمینے کہیں اور کچھ نواز شریف کو۔ حلقہ این اے ۱۲۰ کی عوام نے ججوں کو بڑے کمینے اور نااہل ثابت کر دیا ہے۔ پاکستان میں ایک طبقہ ان دونوں سے بڑا کمینہ اور نااہل اس کو سمجھتا ہے جو انگلی دکھاتا ہے۔ جس کے اشارے پر چھوٹے بڑے نااہل اور کمینے پیدا ہوتے ہیں۔ بہر حال نااہل اور کمینہ کوئی ہو، چھوٹا ہو یا بڑا اس سے خیر کی امید رکھنا بیوقوفی کے سوا کچھ نہیں۔

آیئے ہم بھی آپ کو شاعرانہ زبان میں کمینوں کی تعریف سناتے ہیں۔

زنا زادے مری عزت بھی گستاخانہ کرتے ہیں
کمینے شرم بھی اب مجھ سے بے شرمانہ کرتے ہیں
جون ایلیاء

سب نقش اس فلک کے نگینے پہ آ رہے
کار جہاں تمام کمینے پہ آ رہے
میر حسن

عاشقوں کوں ہے لذت دشنام
ہر کمینے کوں یہ خطاب نہ دے
سراج اورنگ آبادی

سننے والو غور نہ کرنا ورنہ ہمیں ٹھکرا دو گے
ہم اندر سے سخت کمینے باہر سے دیوانے ہیں
جمیل الدین عالی

ہو گئے حکمراں کمینے لوگ
خاک میں مل گئے نگینے لوگ
حبیب جالب

غیر متزلزل ایمان

وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ ختم نبوت پر ہمارا ایمان غیر متزلزل ہے۔ جس کا ایمان غیر متزلزل ہوتا ہے انہیں بار بار قسم اٹھا کر یقین نہیں دلانا پڑتا۔ جب بھی نواز شریف کو عہدہ سے فارغ کیا جاتا ہے انہیں ختم نبوت کا عقیدہ یاد آ جاتا ہے۔ پچھلی بار بھی جب پرویز مشرف نے نواز شریف کو گرفتار کر کے ذلت و رسوائی سے دوچار کیا تھا تب بھی کلثوم نواز صاحبہ نے، نواز شریف کے بچاؤ کے لیے ختم نبوت کے نام پر پاکستانی قوم کو مشتعل کرنے کی کوشش کی تھی۔ انہوں نے چیخ چیخ کر کہا تھا:۔

''اسلام کی دھرتی صوبہ سرحد میں کھڑے ہو کر یہ اعلان کرتی ہوں کہ اب گھر گھر غازی علم دین رحمتہ اللہ علیہ شہید پیدا کرنے ہوں گے۔ میں تمام مکاتب فکر کے علماء و مشائخ کو دعوت دیتی ہوں کہ وہ اپنے فروعی اختلافات بھلا کر ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے اکٹھے ہو جائیں۔ آج اگر علماء ون پوائنٹ ایجنڈا تحفظ ختم نبوت پر اکٹھے نہ ہوئے تو یاد رکھو! قیامت کے دن کس منہ سے حضور پاک ﷺ کی شفاعت کی بھیک مانگو گے۔ آج مجھے عطا اللہ شاہ بخاری صاحب کے وہ الفاظ یاد آ رہے ہیں کہ روز محشر اگر خدا پوچھے گا، بتاؤ میرے محبوب کی ختم نبوت پر جب ڈاکہ پڑا تو میرا کلمہ پڑھنے والے! تم کہاں تھے؟ تو اس وقت میرے پاس کیا جواب ہوگا۔''

آج جب ن لیگ کے ختم نبوت کے متعلق رد و بدل کے بعد تقریباً سبھی مذہبی و سیاسی لیڈران نے وہی کچھ کہا جو کچھ کلثوم نواز نے مشرف کے متعلق کہا تھا۔ کلثوم نواز نے کہا تھا کہ ''حکومت غیر مسلموں کے ایجنڈے بڑے زور شور سے کام کر رہی ہے۔ پہلے ناموس رسالت قانون میں تبدیلی کا ناپاک ارادہ کیا اور پھر سیکولر اسٹیٹ بنانے کا ارادہ کر کے دو قومی نظریے کا مذاق اڑایا۔''

معزز قارئین! جن لوگوں نے پرویز مشرف کی حکومت کو قادیانی نواز کہا

تھا آج انھیں قادیانی نواز کہا جا رہا ہے۔ختم نبوت پر بار بار حلفیہ بیان دینے کے باوجود سبھی مسلمان پھر بھی ایک دوسرے کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔اور ختم نبوت جس پر ۲۱ کروڑ لوگ قانونی اور مذہبی طور پر مکمل یقین رکھتے ہیں اس پر بھی سیاست ہوتی ہے اور رقم بٹوری جاتی ہے۔

رُخِ روشن کا روشن ایک پہلو بھی نہیں نکلا
جسے ہم چاند سمجھے تھے وہ جگنو بھی نہیں نکلا

مسلمان یا کافر نہیں ہوتا

۷ اکتوبر کو قومی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے احسن اقبال نے کہا ہے:۔

''اسلامی ریاست میں جہاد کا اعلان کرنا صرف ریاست کا حق ہے، لوگوں کے کفر اور اسلام کے فیصلے نہ سوشل میڈیا پر ہو سکتے ہیں نہ ہر محلّہ اور مسجد سے جہاد کے فتوے جاری کیے جاسکتے ہیں۔حب اللہ اور حب رسولؐ کا کوئی ٹھیکیدار نہیں جس سے دوسروں کے لیے سرٹیفکیٹ لینا ضروری ہے۔''

معزز قارئین! احسن اقبال صاحب سے بہت سے معاملات پر ہمارا اختلاف ہے مگر ان کا یہ بیان تحسین کے قابل ہے۔ہم صرف ایک گزارش ضرور کریں گے کہ سوشل میڈیا، محلّہ اور مسجد کے ساتھ ساتھ سیاسی و مذہبی لیڈروں کو بھی اس لسٹ میں شامل کرنا ضروری ہے۔حب اللہ اور حب رسولؐ کے لیے یقیناً کسی ٹھیکیدار سے سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں، چاہے وہ حکومت ہی کیوں نہ ہو۔حکومت یا اور کسی کے بھی کہنے سے کوئی بھی مسلمان یا کافر نہیں ہوتا۔ جب ایسا ہی ہے تو ریاست اور مولوی کیوں ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں؟

چوالیس سال گزر گئے

انصار عباسی صاحب لکھتے ہیں کہ'' آئین کو بنے چوالیس سال گزر گئے لیکن ہم نے اب تک آئین کی اسلامی روح کے مطابق پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں کوئی خاص کام نہیں کیا۔''

اب ہم کیسے کہیں کہ یہ نہایت شرمناک انکشاف ہے۔اور انصار عباسی اور ان جیسے اسلام پسندوں کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے۔یہ وہ لوگ ہیں جن کی قرارداد مقاصد سے لے کر ۱۹۸۴ء کو آئین پاکستان میں اسے شامل کرنے تک کا سفر مار دھاڑ سے طے کیا ہے۔اور اب ۷۰ سال کے بعد یہ منحوس خبر سنا رہے ہیں کہ کچھ خاص کام نہیں ہوا۔اور ہم بتا سکتے ہیں کہ واقعی کچھ خاص کام نہیں ہوا۔اور ہم بتا سکتے ہیں کہ قائد اعظم کے افکار کا جنازہ نکالنے **کے بعد قرارداد مقاصد کو سینے سے لگانے سے پاکستان کا سینہ جل گیا ہے۔ ۱۹۸۴ء کے بعد سے پاکستان کا دل دھڑک تو رہا ہے مگر نبض سست روی کا** شکار ہے۔پاکستان کو اسلامی جمہوریہ نامی سنہری چادر اور آئین کو اسلام کی رنگین ٹوپی بھی پہنائی گئی اور ضیاء الحق نے اپنے حصے کا اسلامی لچ بھی تلا مگر نتیجہ؟ ہم یہ جانتے ہیں اسلام آسانی فراہم کرتا ہے اور انسانیت و محبت کا درس دیتا ہے۔فرقہ واریت کا گلا گھونٹتا ہے اور آزادی کا علمبردار ہے، مذہبی آزادی تو اسلام کا خاصہ ہے۔ہم انصار عباسی اور ان جیسے نام نہاد دانشوروں اور نام نہاد مولویوں کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر محبت کو نفرت پر غالب نہ کیا۔تو اگلے سو سال بعد آپ کی نسلیں بھی یہی رونا روئیں گی کہ'' **آئین کی اسلامی روح کے مطابق پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں کوئی خاص کام نہیں کیا۔''**

مستقبل پر تشویش

امریکی وزیر خارجہ ٹیلرسن نے کہا ہے کہ''امریکہ کو پاکستانی حکومت کے مستقبل پر تشویش ہے۔''

جس طرح کی حرکتیں حکومت کر رہی ہے، اس کے نتیجہ میں یقینی طور پر نا صرف حکومت کرنے والوں کا مستقبل تاریک نظر آ رہا ہے بلکہ پاکستان کے گلی کوچوں میں خون بہنے کے امکانات نمایاں طور پر دکھائی دے رہے ہیں۔حکومت اپنی خباثتوں کو چھپانے کے لیے حسب سابق ختم نبوت کے نام پر لوگوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔نواز شریف پارٹی ختم نبوت کے عقیدہ کو ہر بار اپنے بچاؤ کے لیے ہتھیار کے طور پر استعمال کرتی ہے۔اس جماعت کے برباد حال لیڈر ملک میں اقلیتوں کے خون سے ہولی کھیلنے کے لیے اشتعال انگیز تقاریر کر کے لوگوں کو تیار کر رہے ہیں۔عالمی برادری پہلے ہی اقلیتوں پر مظالم پر پاکستان سے سخت نالاں ہے اور اس حوالے سے وطن عزیز کو ذلت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

جسٹس شوکت صدیقی

جسٹس شوکت صدیقی جیسی شخصیات اگر یورپ میں ہوں تو لوگ ایک سیکنڈ کے لیے بھی اسے انصاف کی کرسی پر نہ بیٹھنے دیتے۔اس جج کو سوشل میڈیا پر لوگوں کی اچھی یا بری باتیں خون کے آنسو رلاتی ہیں اور مثال کی شہادت جیسے واقعات اسلام کی سربلندی کا باعث دِکھتے ہیں۔سلمان جیسے مقتول کے قاتل اسے اسلام کے مجاہد دکھائی دیتے ہیں۔اللہ ایسے ججوں سے قوم کو رہائی دے۔

RH ACCIDENT CLAIM SERVICES LTD

Give us a call on 020 3674 7909

RH ACCIDENT CLAIM SERVICES LTD

free professional, friendly and confidential advice

24 Hours Phone Service - 7 Days a Week DIAL 07792998973

Have you been injured in an accident that wasn't your fault?

If so, we're here to help

REPLACEMENT CAR WITHIN 24 HOURS

Loss of earnings - Protection of no claim - storage and recovery - personal injury - replacement car

Road Accident

Personal Injury

Accident at Work

Fall, Slip & Trip

Personal Injury Specialist

No win No fee

2 London Road, SM4 5BQ Morden - Surrey
Opening Hours: Mon-Fri 10:00 - 17:00
Tel. 020 3674 7909 Mob. 077 9299 8973
Email: info@rhacs.co.uk

Welcome to

ZheGerman

Not Just Different But Better

Meal Deals

Doner Kebab Meal

Doner Kebab with Fries
£7.99

Buy One Get One Free

11 inch Hamburg
£10.99

Lunch Meal Deal

Any 7inch Pizza with Drink
£3.99

Doner Kebab
£.5.99

Party Pizza
£.19.99

Sides - Fries
£.1.00

Our Menu Dishes

Delivery Starts Only After 5PM

http://zhegerman.co.uk

About Us

Order food online in Morden! It's so easy to use, fast and convenient. Try our new, online website which contains our entire takeaway menu. The Zhe German is located in Morden, London Borough Of Merton. You can now order online, all your favourite dishes and many more delicious options, and have them delivered straight to your door in no time at all.

Here at Zhe German we are constantly striving to improve our service and quality in order to give our customers the very best experience. As a result, we are finally proud to unveil and introduce our latest improvement, our new online ordering website! You can now relax at home and order your favourite, freshly prepared meals from Zhe German, online. You can even pay online!

Zhe German in Morden will always be offering great food at affordable prices. Please feel free to browse our new website and place your order online. Remember to check our new online ordering site to get up to date prices and exclusive special offers, limited to our online customers only! Thank you for visiting Zhe German in Morden, London Borough Of Merton. We hope you enjoy our online ordering website and your food.

Open 7 Days A Week
12.00 PM - 03.00 AM

Free Delivery
Minimu Order £10

Zhe German
63 St Helier Avenue,
Morden London
Borough Of Merton,
SM4 6HY